

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو  
شائع ہوتا ہے

مجلس مخزن البانصار بھیرہ وادارہ عالیہ محمدیہ کاترجمان

حیدر آباد نمبر ۲۶  
قیمت سیلانی

معاویہ سے صبر  
عوام سے بگاڑ  
طلبہ سے

# شمس الاسلام

ماہنامہ

بھیرہ (پنجاب)



## مسلمانوں کا فرض

”شمس الاسلام“ اس نازک دور میں جبکہ حق اور باطل حق پر اندرونی اور بیرونی دشمنوں نے چاروں طرف سے یورش کر رکھی ہے جس تہمتاقت کے ساتھ حق کی اشاعت اور باطل کے حملوں کی مدافعت کر رہا ہے وہ اس کا باقاعدہ مطالعہ کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ حق یہ تھا کہ تمام مسلمان بالخصوص حضرات اہل السنۃ والجماعۃ اس سالہ کی قدر کر کے جوئے اسکی توسیع اشاعت میں سرگرم حصہ لیتے لیکن نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اس خصوص میں بے حس واقع ہوئے ہیں۔ ہم انتہا درجہ کی مالی مشکلات میں مبتلا ہونے کے باوجود رسالہ کو پابندی کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ ان مشکلات کی موجودگی میں اسے جاری رکھنا خدا تعالیٰ ہی کی توفیق پر منحصر ہے ورنہ بسا اوقات پریشان ہو کر رسالہ کو بند کر دینا کارادہ ہو جاتا ہے۔ مسلمان امر اور علماء کو لازم سجادہ نشین حضرات اور دیگر مذہبی خادموں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ہماری صبر و استقامت کا مزید امتحان نہ لیں اور دشمنوں کی طرح الگ رہ کر ہماری مصیبتوں کا تماشا نہ دیکھیں۔ جو حضرات خود مالی امداد کر سکتے ہیں وہ سو سو پیاس یا کم و بیش روپیہ دفتر میں بھیج کر اس کے مواضع میں غریب کے نام رسالہ جاری کر کے ثواب حاصل کریں اور دوسرے حضرات اپنے اپنے حلقہ اثر میں رسالہ کے بکثرت خریدار مہیا کر کے ان سے سالانہ چندہ بھجو کر ہمیں ممنون فرمائیں۔ کیا ہماری یہ درخواست سمجھ قبول کے ساتھ سنی جائے گی؟

نیاؤندا: مینیجر رسالہ ”شمس الاسلام“ جامع مسجد بھیرہ ضلع شاہ پور (پنجاب)

(ماہنامہ مولوی غلام حسین ایڈیٹر پرنٹر بھیرہ و بھیرہ منو بھیرہ کابریس سرگودھا میں چھپ کر دفتر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) شائع ہوتا ہے)



مِنْ جَانِبِ

بِیادِ گارِ

بسمِ پرستی

حضرت رئیس المبلغین مولانا  
محمد نصیر الدین صاحب  
بگوی رحمتہ اللہ علیہ جاری  
کیا گیا

خبر الالبصار بھیرہ  
اللہ کے دین کے مدگاروں کا گروہ

حضرت جامع الشریعت والہدایت  
قدوة السالکین بید العارین مولانا  
محمد ذاکر صاحب بگوی  
نور اللہ مرقدہ

اغراض و مقاصد (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ، تبلیغ و اشاعت اسلام۔  
(۲) اصلاح رسوم و باتباع شریعت اسلامیہ۔ احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔  
(۳) جریۃ شمس الاسلام کا اجراء (۲) دارالعلوم غزنیہ جامع مسیحی بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام  
طریق کار کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا  
کی جا رہی ہے۔ (۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امین حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۶) تنظیم خانہ  
(۷) کتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم۔

## جریدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ جو صاحب حزب الانصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہانہ رقم عطا فرمائیں گے وہ سرپرست متصور ہو جائے گا۔ صاحب اسماء گرامی جریدہ  
شمس الاسلام میں شائع ہونگے ایسے حضرات کی سفارش پر ۲۵۔ امان مساجد غریب یا طلباء کے نام جریدہ بلا معاوضہ جاری کیا جائیگا۔  
پانچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب ماہوار رقم عطا فرمائیں گے وہ معاونین میں شمار ہونگے اور ان کی سفارش پر ۱۰۔ امان  
مساجد غریب یا مفلس طلباء کے نام رسالہ جاری کیا جائیگا۔ معاونین کے اسماء بھی شکریہ کے ساتھ درج کئے جائیں گے۔
- ۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ کینیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ عام سالانہ چندہ عطا مقرر ہے نمونہ کار پر جو سارے تین آنہ کے ٹکٹ موصول ہوتے پر بھیجا جاتا ہے۔
- ۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے بعض رسائل رسد میں تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں خریدار کی طرف سے  
مہینہ کے اخیر تک اطلاع موصول ہونی چاہیے ورنہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
- ۵۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے۔ ۶۔ پیرنگ ڈاک اور خطوط واپس ہوں گے۔

جملہ خط و کتابت  
دترسیں زر بنام غلام حسین مینجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے

سرخ پینسل کا نشان :- یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پینسل کا نشان لگایا گیا ہے جن کے چندہ کی میعاد اس پرچہ  
کے ساتھ ختم ہو چکی ہے ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ آڈر جلد روانہ فرمائیں اگر خدا نخواستہ کسی  
وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ ماہ کا پرچہ  
بذریعہ وی پی آر سال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اسلامی و اخلاقی فرض ہوگا۔ (غلام حسین مینجر شمس الاسلام)

## اطلاعات

## مجلس مرکزی حزب الانصار کی کارگزاری

حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوتی امیر حزب الانصار بحیرہ نے ماہ جنوری ۱۹۷۳ء میں ۱۹ روز بمبئی میں قیام فرمایا۔ رنگاری محلہ نزد کرا فورٹ مارکیٹ میں آپ کی گیارہ تقریریں ہوئیں۔ علاوہ برائے سٹی خوجہ جماعت کی مسجد باندرا دھراوی، قاضی محلہ، ہال کیشور، اسلامی محلہ، کھڈے کی باڑی، بیگ محمد بارغ، وغیرہ مقامات میں بھی آپ کے مواعظ ہوئے۔ اس کے بعد آپ کو پونہ جانا پڑا وہاں پونہ کیمپ میں جامع مسجد کے سامنے میدان میں ہزاروں اشخاص نے آپ کا وعظ سنا۔ بمبئی سے واپسی پر الیگاؤں ضلع ناسک میں آپ کی تین تقریریں ہوئیں۔ خلد آباد، دولت آباد اور اورنگ آباد (دکن میں) بھی آپ تشریف لے گئے۔ بعد ازاں لکھنؤ سے کانپور اور مدلی والا ہوئے ہوئے آپ ۶ فروری کو بحیرہ رونق افروز ہوئے ۱۲۔ ۱۵ فروری کو کوٹ غرانہ کے جلسہ میں آپ نے شرکت فرمائی۔

مولانا احمد یار صاحب سنج حزب الانصار نے اس عرصہ میں ضلع شاہ پور کے دیہات میں تبلیغی دورہ کیا۔ کم و بیش بیس دیہات میں آپ نے تبلیغ کی۔

## مجلس مرکزی حزب الانصار بحیرہ عظیم الشان سالانہ کانفرنس

مجلس مذکور کی عظیم الشان سالانہ کانفرنس بفضلہ تعالیٰ بمقام جامع مسجد بحیرہ بتاریخ ۲۷-۲۸-۲۹ صفر ۱۳۹۲ھ موافق ۲۲-۲۳-۲۴ مچھان سن ۱۹۹۱ھ بکرمی مطابق ۵-۶-۷ مایچ ۱۹۷۳ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہوگی۔  
شائقین تاریخیں نوٹ کر لیں اور اس عظیم الشان کانفرنس میں شمولیت کے لئے تیار رہیں \*

## تذکرۃ الصالحین

## شیخ المشائخ قطب الاقطاب سید السادات حضرت شیخ حرکام

معروف بہ کاکا صاحب قس اللہ العزیز

(از سید امیر الدین صاحب کاکا خیل زیارت کاکامٹا)

یوں تو سرحد و افغانستان میں ہزاروں سیکڑوں اولیاء اللہ اور باکمال بزرگ گزرے ہیں۔ اور خدا جانے اس سرزمین کے نیچے کتنے بالماں اور اللہ والے خزینے مدفون ہیں۔ مگر جس قدر مقبولیت و شہرت حضرت شیخ المشائخ حضرت شیخ حرکام کاکا صاحب کو حاصل ہوئی وہ شاید کسی اور کو نصیب نہ ہوگی اُن سے فیوض و برکات کے چشمے جاری ہوئے۔ ہزاروں نے زندگی میں بھی اور بعد از وفات آج تک انوار باطنی کا استفادہ کیا۔ حیات میں بھی ستر شہین و زائرین کا ہجوم تھا۔ اور وصال کے بعد مزار پر انوار پر بھی زائرین کی بے انتہا کثرت ہوتی ہے آج کی صحبت میں مختصر اُن کی زندگی کے چند سوانح پیش کرنا ہوں۔ امید ہے کہ قارئین کرام شوق و ذوق سے پڑھیں گے اور اس مقدس شخصیت کے تذکرہ سے لطف اندوز ہو کر فوراً ایمان کو بڑھائیں گے۔

اسم گرامی آپ کے اسم گرامی کے متعلق تمام تذکرہ نویسوں کا بیان یہ ہے کہ آپ کا نام ”کستیر گل“ تھا۔ کستیر پشتو زبان میں ایک ہنایت خوشبودار پھول کا نام ہے۔ افغانی طرز پر آپ کا نام ابتداً ایسی رکھا گیا۔ مگر بعد میں القاب کچھ ایسے شہرت پذیر ہو گئے کہ اب کتابوں کے علاوہ عامہ خلافت کی زبان پر اصلی نام کبھی مذکور نہیں ہوتا۔ آپ کی انتہائی درجہ خوش اخلاقی۔ اور رحمانہ سلوک کی وجہ سے اس وقت کے سردار مغلیہ اور عام لوگ آپ کو شیخ ”حرکام“ کہتے تھے۔ اور آپ

اسی لقب سے مشہور خاص و عام ہو گئے۔ اس کے علاوہ اس وقت سے لیکر آج تک زیادہ شہرت کاکا صاحب کے نام کی ہو گئی ہے۔ پشتو زبان میں ہر بڑے مشفق و بزرگ کو کاکا کہتے ہیں جیسا کہ فارسی میں بابا کا لفظ ہے۔ حضرت شیخ کی عام شفقت اور مہربانی و برتاؤ کی وجہ سے چھوٹے بڑے آپ کو ”کاکا“ کہا کرتے۔ مزید تعظیم کے لئے صاحب کا لفظ بھی ملا دیا گیا۔ اور آپ کا صاحب کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اور اسی نام ہی کی وجہ سے آپ کی اولاد کو ”کاکا خیل“ کہتے ہیں۔ کیونکہ افغانی اصطلاح کی بناء پر کسی شخص کی اولاد و آخدا پر ولالت کرنے والے لفظ کی ترکیب کا طریقہ یہی ہے کہ اس نام کے ساتھ ”خیل“ یا ”زئی“ کا لفظ ملا لیتے ہیں جیسا کہ عربی میں بنو مالک مثلاً ”بنو امیہ“ بنو ہاشم وغیرہ کہتے ہیں۔ مثلاً سلیمان خیل۔ یوسف زئی وغیرہ افغانی قبائل ہیں۔ پس ہی طرح افغان قوم اور افغانی علاقوں رہنے سہنے کی وجہ سے ان کی اصطلاح کی طرح سیدوں کے اس خاندان کو ”کاکا خیل“ کہنے لگے۔ اور آج تک اسی نام سے سرحد کا یہ شہرہ آفاق اور مشہور خاندان پکارا جاتا ہے۔

نسب | آپ ہاشمی سید ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے شیخ حرکام صاحب بن سید بہادر صاحب بن سید نادر صاحب معروف بہ مست بابا۔ بن سید غالب صاحب بن سید آدم صاحب بن سید حسین صاحب بن سید شجاعت صاحب بن سید باقر صاحب بن سید محمود صاحب بن سید احمد صاحب بن سیف الدین صاحب

بن سید الدین صاحب بن سید علی اکبر صاحب بن سید لقمان صاحب بن سید رجال صاحب بن سید قاف صاحب بن سید رجال صاحب بن سید کاظم صاحب بن سید اسماعیل صاحب بن امام جعفر صادق صاحب بن سید امام باقر صاحب بن امام زین العابدین صاحب بن امام حسین رضی اللہ عنہ بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وفاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ اجمعین۔

اکثر اجداد کے مزارات۔ مشہد بخارا، غزنی، پشین اور علاقہ فوست میں ہیں۔ اول اول حضرت سید آدم صاحب معروف بہ آدم بابا ضلع کوہاٹ میں تشریف لائے وہاں پر اُن کا مزار کربوعہ کے قریب واقع ہے وہاں سے حضرت سید غالب صاحب علاقہ خورہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں تشریف لائے۔ وہاں علاقہ خورہ میں رہے اور ان کا مزار پرانوار مہربہ گاؤں کے قریب زیارت گاؤ خاص و عام ہے۔ یہ جگہ چھاؤنی چراگ کی پہاڑی کے نیچے ۵ میل کے فاصلہ پر اور زیارت کا کا صاحب سے کوئی ۱۸-۱۹ میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقع ہے۔ اُن کے بعد اُن کا فرزند ارجمند حضرت مست بابا اسی علاقہ خٹک میں ذرا اُن سے شمالی جانب آکر رہے۔ اُن کا مزار موجودہ قصبہ زیارت کا کا صاحب سے ۷-۸ میل جنوب مغرب کی طرف واقع اور مرجع خلافت ہے۔ اُن کے صاحبزادے حضرت شیخ بہادر معروف بہ ایک صاحب جو اپنے وقت کے قطب اور ولی کامل گزرے ہیں کا مزار بھی زیارت کا کا صاحب سے جنوب کی طرف ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور ہر وقت وہاں پر مائتین کا ہجوم رہتا ہے۔ غرض آپ کے اجداد سب اولیاء اللہ اور بزرگان دین و پیران طریقت ہو گزرے ہیں۔

**ولادت باسعادت** | آپ کے والد ماجد حضرت شیخ بہادر قدس اللہ سرہ العزیز کو ایک دوسرے صاحبزادے کی وفات

پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا تھا کہ اس کے بدلہ میں ایک ایسا لڑکا عطا ہوگا جس کی خوشبو سے تمام جہاں متضرر اور اس کی روشنی سے تمام عالم منور ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی انہوں نے تسلی دی۔ جس طرح بارانِ رحمت کے نزول سے قبل خوشگوار ہوائیں چلتی ہیں اور آفتابِ عالمتاب کے طلوع سے قبل افقِ مشرق پر شفق کی سرخی جھلکتی ہے۔ اسی طرح اس آفتابِ ہدایت کے طلوع یعنی آپ کی ولادت سے قبل بھی آپ کی والدہ ماجدہ کو بہت بشارتیں دی گئیں اور روایا صالحہ اور بشارت کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار آپ جمعہ کی رات کو کہ سوم یوم کی رات تھی۔ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو نصف رات گزرنے کے بعد ۹۸۳ھ میں اس عالم آب و گل میں تشریف لے آئے۔ اکبر بادشاہ کے جلوس کا بیسواں سال تھا۔ بعض روایات کے ایک مفصل قصہ کی بناء پر اسی روز یا چالیسویں روز خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ و اولیاء کی محبت میں ..... آپ پر ظہور کیا اور آپ کی باطنی تربیت کی۔ جس کی بشارت خود حضرت شیخ بہادر نے آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی دیدی۔

**زمانہ طفولیت** | والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ زمانہ طفولیت میں آپ گریہ و نالہ بہت کرتے۔ اور دن کو نہ دودھ پیتے۔ صرف شام کو دودھ پی لیتے۔ والدہ کو کچھ تشویش ہوئی مگر حضرت شیخ بہادر کو جب پتہ لگا تو آپ نے ان کو تسلی دی کہ دن کو وہ روزہ رکھتا ہے۔ اور روتا اس لئے ہے کہ اس کو مرتبہ عطا ہونے والا ہے۔ ابھی سے اس کو وہ نور دکھایا جاتا ہے اس کو اس کے تحمل کی تاب نہیں اس لئے رونے لگتا ہے۔ آپ پریشان نہ ہو اور فرمایا کرتے کہ میں تو صرف ایک مرتبہ رکھتا ہوں یعنی علم باطن کا اور اس کو وہ درجے حاصل ہیں۔ علم ظاہر بھی اور علم باطن بھی۔ اور یہ گنے کی طرح میٹھے اور لذیذ ہونگے۔ آپ کو بچپن ہی سے اس



حساب میلہ کہتے ہیں۔ قصبہ زیارت کا کا صاحب جو نوشہرہ اسٹیشن سے جانب جنوب ۶ میل کے فاصلہ پر پہاڑیوں میں واقع ہے۔ وہاں پہاڑیوں میں ایک چشمہ ہے اس کے پاس آکر آپ نے قیام فرمایا۔ اور آپ کی وجہ سے یہ خشک علاقہ سرسبز عالم بنا۔ صاحب جمع البرکات لکھتے ہیں کہ ان ابتدائی ایام میں اکبر بادشاہ دہلی سے پشت در کی طرف آیا۔ نوشہرہ کے مقام پر اکبر سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ معلوم ہے کہ آراؤ اور بے دینی کے باوجود اولیاء اللہ کے سامنے اکبر جھکتا ہی رہا اور ان کی عزت کرتا۔ حضرت شیخ کی بھی اس بڑی عزت کی۔ اور بار بار کہا کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو طلب کرو کہ دیدو۔ آپ نے جواب دیا کہ غیر اللہ سے مانگتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ اور مجھے کسی چیز کی ضرورت بھی نہیں۔ جاتے وقت اکبر اہلک تک آپ کو ساتھ بھی لے گیا اور پھر وہاں آپ باعزت و احترام واپس ہوئے۔

**ابتدائی حالت** | آپ نے یہاں آکر اپنی حالت کے اخلاقی کو تشکیلی کی۔ مگر حق تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا۔ آپ کی خوشبو دور دور تک پہنچ گئی۔ لوگ دور دور سے زیارت کے لئے آئے۔ آپ آئے والوں کو کھانا دیتے تاکہ آئے والوں کا سلسلہ رک جائے۔ پھر لوگ آٹا وغیرہ ساتھ لاکر قریب کے گاؤں والوں سے پکواتے۔ آپ نے ان کو بھی روکا کہ کسی کا کھانا نہ پکاؤ۔ اس پر بھی لوگ منع نہ ہوئے اور اپنے ساتھ پکانے کا سامان برتن وغیرہ لاکر خود پکاتے۔ آپ نے خود ان کو پکانے سے روکا اور ہنڈیاں تڑوائیں اس پر بھی زائرین میں کمی نہ ہوئی۔ لوگ آتے بھوکے پیاسے رہتے مگر دربار سے نہ ہٹتے تھے

تو خواہی آستین افشان و خواہی دامن اندر کش  
گس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی  
جب اسی کشاکش میں مدت گذر گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قصد آن داشتیم کہ انہو خلق از خود منع کنم و چون حق جل و علا در پے ما گماشتہ اند۔ بیج وجہ خلاصی غی بیغ و چارہ

طریقہ سلوک کا شوق تھا۔ سخت سخت ریاضتیں کرتے۔ اور محنتیں اٹھاتے۔ ایک دفعہ ترک کلام و طعام کی ریاضت شروع کر کے ذکر الہی میں مشغول ہو گئے۔ اس قدر ضعف لاحق ہوا کہ کٹھنٹے ہی گر کر بے ہوش ہو گئے۔ والدہ کو کچھ پریشانی ہوئی۔ مگر آپ نے اتفاق کے بعد ان کو تسلی دی۔ اکثر اوقات لوگوں سے علیحدہ جاکر کہیں یا وقتاً میں مشغول رہتے۔ ابتدا جوانی میں والدہ ماجدہ اور بھائیوں کو کہا۔ کہ اگر آپ لوگوں کو میری محبت منظور ہے تو میں ترک دنیا کے گوشہ نشینی اختیار کروں گا۔ سب نے مل کر جواب دیا ہمیں آپ سے تعلق ہے ہمیں دنیا سے سروکار نہیں۔ زمانہ تعلیم | آپ نے معلوم ظاہری کی کتابیں شیخ اخون دین صاحب سے پڑھیں۔ چنانچہ بارہ تیرہ برس کی عمر میں آپ حدیث تفسیر اور دوسرے علوم کی کتابوں سے فارغ ہو چکے تھے تفسیر و حدیث کا مطالعہ ہمیشہ جاری رکھتے۔ چنانچہ تفسیر و حدیث کی تقریباً اٹھارہ کتابیں ہر وقت زیر مطالعہ رہتیں۔ صاحب جمع البرکات نے زمانہ تعلیم کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ کہ ایک حدیث کے ضعف و قوت کے متعلق اپنے استاد سے بحث کی تو بتائی آپ نے اسی دلیلیں پیش کیں کہ استاد پر غالب آئے۔ استاد نے حیران ہو کر فرمایا کہ یہ سب باطنی قوت کا اثر ہے اور میں باطن میں آپ سے کمزور ہوں۔ آپ نے ان کو اس طرف بھی متوجہ ہونے کو کہا اور اس کے بعد استاد باطنی قوتوں کے استفادہ کے لئے ان سے بیعت ہو چکے۔

**مولد و جائے اقامت** | حضرت شیخ بہادر موجودہ قصبہ زیارت کا کا صاحب سے ۶ میل کے فاصلہ پر بر جانب جنوب جنگل میں مقیم تھے حضرت شیخ کی پیدائش بھی وہاں ہوئی۔ ابتدائی زمانہ بھی وہاں گذرا۔ حضرت شیخ بہادر کے مزار کے قریب ان کے اصل مکان و مسجد کے کھنڈرات اور نشانیاں جگہ جگہ اب بھی موجود ہیں۔ حضرت شیخ بہادر کی وفات کے تین سال بعد آپ اُس جگہ کو چھوڑ کر اس جگہ تشریف لائے

حقیقی عبد ہوا وہ سب کچھ ہوا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو قرآن مجید میں عبد کا ہی بار بار کہا۔ حضرت شیخ المشائخ پر بھی عبدیت غالب تھی۔ ہمیشہ اپنے کو صرف عبد اور بندہ خدا ہی کہتے رہے اور کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ آپ کا یہ جملہ جو اکثر آپ فرمایا کرتے تھے شیخ عبدالحلیم نے نقل کیا ہے۔ آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں

وایں لفظ از خواص حضرت ایشاں بود کہ از روئے مہربانی بابیار کساں نے گفتندے۔ کہ شیخی بہ شیخی بخشیدم و پیری بہ پیراں بخشیدم و سلوک بہ سالکاں بخشیدم و تصوف بہ صوفیاں بخشیدم۔ ومن برآئم کہ اللہ تبارک و تعالیٰ از خیر بندہ گری در گردان من انداختہ و او تعالیٰ ایں زنجیر از گردنم بدرنگ گردانندہ رشتہ در گردنم افگندہ و دوست می بردہر جا کہ خاطر خواہ دوست (مقامات قطبیہ ص ۱۹)

اسی طرح ایک موقع پر بعض قیدیوں کی رہائی کے بارے میں حاکم پشاور سے آپ نے سفارش کی۔ اُس نے آپ کی سفارش کی پردہ ناکہ کی اور کچھ بے قدری سے پیش آیا کسی نے کہا بدو عادیجئے تاکہ اس کو اپنے اس فعل کی سزا مل جائے۔ آپ نے فرمایا ”من برائے نفع آمدہ ام نہ برائے نقصان“ یہ ہیں انما بعثت رحمۃ مصلحہ فرماتے والے کے سچے پیرو اور یسرا ولا تعسرا ایشرا ولا تعسرا کی تعمیل کرنیوالے خدائی لوگ؟۔

**شکر و زہد** آپ ہمیشہ شکر و شکر ہی رہے کسی تکلیف و مصیبت کے وقت شکوہ و شکایت نہیں کیا۔ جزع فزع سے کام نہیں لیا۔ اور کسی شدت میں آپ کی حالت متغیر نہیں ہوئی آپ ماسوی اللہ کو ترک کر چکے تھے۔ کسی چیز سے سروکار نہیں رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایت ہے کان لا یتاخر شیئاً لغیب۔ آپ نے بھی کبھی کبھہ ذخیرہ نہیں کیا ایک دفعہ والدہ ماجدہ کو کسی عورت نے سوت کے دھاگے دئے۔

نہ دارم“ (مقامات قطبیہ ص ۱۹) اس سزا آہی پر مطلع ہونے کے بعد آپ نے لوگوں کو اجازت دی کہ مہانوں کو کھلائیں پلائیں اور خود بھی کھانا کھلاتے رہے اور ۵۰ سال کی عمر میں تو آپ نے لنگر کا باقاعدہ کام جاری کر رکھا۔ اور عام و خاص کو کھلاتے۔ آپ کے مطبخ میں کھانا کھانے والوں کی تعداد پانچ ہزار سے کم نہ ہوتی۔ اور زیادہ کی تو کوئی حد نہیں۔ ضرورت پڑتی تو قرض لے کر کام چلاتے اور پھر خداوند تعالیٰ قرض کی ادائیگی کی کوئی صورت فرما دیتے۔ ایک دفعہ غلاموں کے آزاد کرنے کا خیال پھپھایا ہوا۔ تمام افغانوں کے علاقہ میں جتنے غلام تھے اُن کو اُن کے مالکوں سے جس قیمت پر ملتا خریدتے اور آزاد کر دیتے اور تین سال تک متواتر اسی شوق میں رہے اور بعض روایات کے بموجب تین ہزار ایسے غلام آزاد کئے اور نہ صرف آزاد بلکہ اپنی توجہ سے اُن کو باطنی مدارج پر بھی پہنچا دیتے۔ اسی سلسلہ میں آپ کی دریا اور جود و کرم کے بہت سے واقعات تذکروں میں منقول ہیں۔ اختصار کی وجہ سے ہم اُن کو نقل نہیں کر سکتے۔ ہاں ایک جملہ جس کو شیخ عبدالحلیم آپ کے صاحبزادہ نے اپنی کتاب مقامات قطبیہ میں نقل کیا ہے درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی غریب نوازی اور لنگر کے انتظامات کے بارے میں لکھتے لکھتے فرماتے ہیں۔ ”مہربانی ایشاں بامسکیناں و فقیان و عاجزاں بسیار بودے۔ چندان کہ غریب تر بودے“ سلسلہ طریقیت آپ کا طریقہ اولیسی تھا۔ خود حضرت شیخ عبدالحلیم فرماتے ہیں۔ در طریقہ شیخ اولیسی بود و نور حضرت بنی صلی اللہ علیہ وسلم مرتبی او از قول صریح او قدس سرہ ایں طریقہ اولیسی بہر کس ظاہر نمی کرد از جہت آنکہ از اسرار است و سر اسرار اولی تراست“ اس کے علاوہ ظاہری طور پر آپ اپنے والد ماجد سے طریقہ سہروردیہ میں بھی بیعت تھے۔

## اخلاق و عادات

**عبدیت** درجہ عبدیت انتہائی درجہ کمال ہے جو اللہ کا

ہو گئے۔ اکبر بادشاہ کا واقعہ پہلے گزرا۔ اسی طرح آپ کے آخری زمانہ حیات میں سلطان عالمگیر یہ زمانہ شاہزادگی بلخ کی گونزی پر جاتے ہوئے آپ سے ملے اور کچھ جاگیر قبول کرنے کے بارے میں بار بار اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے کچھ اس کی ضرورت نہیں لے کر کیا کروں گا۔ ایک دفعہ قسم کھا کر آپ نے ایک مرید کے سامنے فرمایا کہ میری نظر میں سونا چاندی اور پتھر سب برابر ہیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایت ہے کہ آپ دائم الفکر اور متواصل الاحران تھے۔ اسی طرح آپ کے بارے میں بھی حضرت شیخ عبدالحلیمؒ روایت فرماتے ہیں۔ کرايشاں راحزن و اندوہ و غم از درد عشق بہ حدے بود کہ کوئی ماتم زوہ است۔ (باقی آئندہ)

انہوں نے اس خیال سے کہ کہیں اگر خرد مبارک پھٹ جائے اسی سے سی لیں گے۔ آپ کے حجرہ مبارک میں رکھ دئے۔ آپ مسجد سے تشریف لائے تو منعم و متفکر حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اس حجرہ میں سے تو کسی مرد اچیز کی بو آ رہی ہے۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ مردا رہیاں کہاں سے آیا۔ البتہ ابھی میں نے آئندہ ضرورت کے خیال سے سوت کے کچھ دکھا گے رکھے ہیں۔ فرمایا کہ یہی تو مردار اور بد بو ہے۔ اٹھا کر ان کو مسکینوں پر تصدق کرنا۔ ہمیں ذخیرہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ حاجت و ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے وقت پر خود سامان کر دے گا۔ دھانگے نکھو اگر مسکینوں کو دیئے۔ اور پھر جا کر حجرہ میں ہمہ تن ذکر الہی میں مشغول

## اخلاقیات

# عُیُوبِ نَفْس اور اِسْتِقَامِ قَلْب کی معرفت (ماخوذ از کیمیائے سعادت)

طعام نہ ہو وہ یا تو کمزور ہوتا ہے یا بیمار ہوتا ہے اسی طرح جس دل میں حق تعالیٰ کی الفت و محبت نہ ہو وہ دل یا تو ضعیف ہے یا بیمار ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ کا اوشاک ہے قل ان کان اباء کھر و ابناء کھر (الآیۃ) یعنی اگر ماؤں کو اور باپوں کو بیٹوں اور مال تجارت کو اور تجارت کو اور جو کچھ بھی رکھتے ہو اسے حق تعالیٰ اور اس کے رسولوں سے اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ عزیز جانتے ہو تو ذرا ٹھہرو یہاں تک کہ خدا کا کلمہ آپہنچے اور تم دیکھ لو اور قدرت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی فرمانبرداری اس پر آسان ہو گئی ہو اور اسے اپنے اوپر جبر کر کے اس کے ساتھ مشغول ہونے کی حاجت نہ رہ گئی ہو بلکہ اس کے لئے سرمایہ لذت ہو۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

جاننا چاہئے کہ جس طرح جسم۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ کی درستی اس میں ہے کہ جن افعال کے سرانجام دینے کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے۔ انہیں آسانی کے ساتھ انجام دیں مثلاً آنکھ اچھی طرح دیکھے اور پاؤں اچھی طرح حرکت کریں۔ اسی طرح دل کی درستی اسی میں ہے کہ جس فرض کی سرانجام دہی کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے اسے آسانی کے ساتھ سرانجام دے سکے اور اصل فطرت میں جو اس کی طبیعت ہو اس کے ساتھ ماؤں ہو اور یہ بات دو باتوں سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک ارادت سے اور ایک قدرت سے۔ ارادت یہ ہے کہ کسی چیز کو سوائے حق تعالیٰ کے دوست نہ رکھے کیونکہ حق تعالیٰ کی معرفت غذا دل ہے جس طرح کہ طعام غذا ہے بدن ہے۔ اور جس بدن کو خوش



سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کا راز تم سے بیان فرمایا ہے مجھ میں تم آثار نفاق میں سے کیا دیکھتے ہو؟ الغرض ہر شخص کو اپنے عیوب کا متلاشی رہنا چاہئے کیونکہ تہذیب بیماری نہ جلنے کا علاج نہیں کر سکتا اور تمام علاج خواہش کی مخالفت سے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے ونفی النفس عن المہوی فان الجنة هي المادوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ سے واپس تشریف لائے تو آپؐ فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ کس طرح؟ حضورؐ نے فرمایا جہاد نفس بڑا جہاد ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے اپنے رنج کو اپنے نفس سے الگ رکھو اور اس کی خواہش کے مطابق خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔ کیونکہ یہ کل قیامت کو تمہارے ساتھ دشمنی کرے گا۔ نفس سے زیادہ کوئی جانور سخت لگام کے قابل نہیں۔ حضرت سقبطیؓ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے مرا نفس چاہتا ہے کہ اخروٹ شہید میں ڈبو کر کھاؤں لیکن میں نے ابھی تک نہیں کھائے۔

حضرت ابراہیمؑ خواہ اس سے فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کوہ بکالہ میں ایک کام کی غرض سے گیا۔ میں نے وہاں بہت سے انار دیکھے میرے دل میں انار کھانے کی آرزو پیدا ہوئی ایک کو میں نے توڑا لیکن وہ ترش تھا اس لئے اسے پھینک دیا۔ اور اپنی راہ لی۔ اثنائے راہ میں میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ زمین پر پڑا ہوا ہے اس کے گرد زبور جمع ہو ہو کر اسے کاٹ رہا ہیں۔ میں نے اسے السلام علیکم کہا اس نے جواب دیا علیکم السلام ابراہیمؑ میں نے کہا تم نے مجھے کس طرح پہچان لیا۔ اس نے جواب دیا جو شخص حق تعالیٰ کو پہچان لے گا اس پر کوئی شے پوشیدہ نہ ہوگی میں نے کہا اے شخص! میں دیکھ رہا ہوں کہ تو حق تعالیٰ کے ساتھ کمال نسبت رکھتا ہے لیکن تو اس بات کی آرزو کیوں نہیں کرتا کہ وہ ان زبوروں سے تجھ کو دور رکھے۔ اس نے جواب دیا کہ تم بھی تو حق تعالیٰ کے ساتھ نسبت رکھتے ہو۔ کیوں نہیں چاہتے کہ وہ تم سے انار کی خواہش کو دور رکھے کیونکہ

کا فرمان ہے جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ یعنی میری دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اگر کوئی یہ بات اپنے دل میں نہ پائے تو سمجھ لے کہ اس کا دل بیمار ہے۔ کیونکہ یہ دل کی بیماری کی علامت ہے۔ اور ایسے بیمار کو علاج کی طرف مشغول ہونا چاہئے۔ اور ممکن ہے کہ وہ اپنے عیب کو پہچانے یا نہ پہچانے۔ کیونکہ آدمی اپنے عیوب کو دیکھنے میں اندھا ہوتا ہے۔ اور اپنے عیوب چار طریقوں سے پہچانے جاسکتے ہیں ایک تو یہ کہ کسی مرشد کامل کی صحبت میں جا بیٹھے تاکہ وہ اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کے عیوب اس کو بتلائے اور یہ بات اس زمانہ میں نادر الوقوع ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی مشفق دوست کو اپنا نگران حال بنائے جو خوشاد سے اس کے عیوب کو پوشیدہ نہ رکھے۔ اور نہ ہی حسد کی راہ سے زیادہ کر کے بتلائے۔ اور یہ بات بھی اس زمانہ میں بہت کم ہے۔ لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ لوگوں میں کیوں نہیں بیٹھتے۔ آپ نے فرمایا میں ایسے لوگوں کی صحبت میں کیوں بیٹھوں جو مرے عیوب مجھ سے پوشیدہ رکھیں۔ تیسرے یہ کہ اپنے حق میں دشمن کی بات کو سنے کیونکہ عموماً دشمن کی نگاہ عیوب ہی پر پڑتی ہے۔ اگرچہ وہ دشمنی کی وجہ سے مبالغہ کرے گا لیکن پھر بھی اس کا کلام سچائی سے خالی نہ ہوگا۔ چوتھے یہ کہ لوگوں کے عیوب کو دیکھ کر اپنے آپ کو ان عیوب سے محفوظ رکھے اور اپنے حق میں بھی انہیں جیسا ہونے کا گمان کرے لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ کو یہ ادب کس نے سکھایا ہے۔ آپ نے فرمایا کسی نے بھی نہیں لیکن میں نے جو بُرائی دوسروں میں دیکھی اپنے آپ کو اس سے بچایا۔

جاننا چاہئے کہ وہ شخص نہایت ہی بیوقوف ہوتا ہے جو اپنے حق میں نیکی کا گمان رکھتا ہے اور وہ شخص نہایت ہی دانائے ہے جو اپنے حق میں بُرائی کا خیال رکھتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ

کان اور زبان وغیرہ بند نہ کر دئے جائیں۔ اور گوشہ تنہائی اور بھوک اور خاموشی اور بے خوابی سے اس کو محنت نہ دی جائے۔ اور ابتدائیں یہ اس پر دشوار ہوتا ہے جیسے کہ بچے کو دودھ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے لیکن اگر چھوڑانے کے بعد اس کو دیں تو اس کے لئے پینا دشوار ہوتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ ہر شخص کی ریاضت یہ ہے کہ جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہے اسے چھوڑ دے۔ اور جو شے اس پر غالب ہے اس کی مخالفت کرے۔ تو جس شخص کی خوشی جاہ و حشمت میں ہو۔ وہ اسے ترک کر دے۔ اور جس شخص کی خوشی مال جمع کرنے سے ہو وہ مال خرچ کر دے اور جو حق تعالیٰ کی محبت کے سوا عمل آسائش ہو۔ اسے جبراً اپنے سے جدا کر دے۔ اور اس کا ملازم بن جائے۔ کہ ہمیشہ جس کا ملازم رہے گا اور جس چیز کو موت کی وجہ سے چھوڑے گا اس کو خود اپنے اختیار سے چھوڑ دے۔ اور ہمیشہ اس کے ساتھ حق تعالیٰ ہی رہے گا جس نے داؤد علیہ السلام پر وحی کی تھی۔ کہ اے داؤد میں ہی ترا ساتھی ہوں تو مرا رفیق رہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام لئے مرے باطن میں یہ آواز پھونکی کہ احبب ما احببت فانك مفارقتہ یعنی دنیا کی جس چیز کو تیرا دل چاہے دوست رکھ یہ سب تجھ سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

(عبدالغنی ناظم انصار المسلمین سکیمیکی ضلع گوجرانوالہ)

شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں سرگرم حصہ لینا ہر درومند اور محب اسلام مسلمان کا فرض ہے

انار کی خواہش کا زخم اُس جہان میں ہو گا اور زہر کا زخم اُس جہان میں۔

جاننا چاہئے کہ اگرچہ انار حلال ہے لیکن اہل حرم (احتیاط) کے نزدیک حلال حرام کی خواہش ایک ہی درجہ رکھتی ہے۔ اگر حلال کا دروازہ بقتدر ضرورت کے سوا بند نہ کیا جائے تو پھر طلب حرام شروع ہو جاتی ہے۔ پس اس خیال سے مباح چیزوں کی خواہش کو بھی ترک کر دیا ہے حرام اشیاء کی خواہش سے نجات حاصل ہو چنانچہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر مرتبہ حلال اشیاء کو اس لئے ترک کیا کہ کہیں ان کی وجہ سے حرام میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ دوسرے جب نفس نبوی نعمتوں کا خوگر ہو جاتا ہے تو پھر وہ مباحات دنیا کو دوست رکھنے لگ جاتا ہے۔ اور دل کو اس میں مبتلا کر دیتا ہے اور پھر دنیا اس کے لئے بہشت بن جاتی ہے۔ اور موت اس کے لئے دشوار ہو جاتی ہے۔ اور سرگشتگی اور غفلت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر اگر وہ ذکر اور مناجات کرتا ہے تو دل کو لذت حاصل نہیں ہوتی۔ اور پھر جب مباح اشیاء کی خواہش کو اس سے دور کر لیا جائے تو پھر شکستہ اور رنجور ہو جاتا ہے اور دنیا سے نفرت کرنے لگتا ہے اور قائم آخرت کا شوق اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور حزن و شکستگی کی حالت میں ایک تسبیح اس طرح اثر کرتی ہے کہ حالت مشاوی و تنعم میں سو تسبیح ایسا اثر نہیں رکھتی اور نفس کی مثال باز جانور کی سی ہے بائیکا تاویب اس طرح کی جاتی ہے کہ اسے گھر میں لستے ہیں۔ اور اس کی آنکھوں کو سی ڈالتے ہیں۔ تاکہ جو کچھ گھر میں ہے اس کا خوگر نہ ہو جائے پھر اس کو تھوڑا تھوڑا گوشت دیتے ہیں تاکہ وہ بازدار کے ساتھ الفت کرے اور اس کا مطیع ہو جائے اور اسی طرح نفس کو حق تعالیٰ کے ساتھ اُس پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی تمام عادات کو دور نہ کیا جائے اور اس کی آنکھیں

# مسلمانوں کا پہلا عروج و اقبال اور مجاہد قتل و دہار

## اسباب زوال

(از مولانا سید سیاح الدین صاحب، کا کاخیل رکن دار التالیف و مفتی و مدارس دارالعلوم عزیزیہ)

(۶)

آزاد و لاپرواہ رہنے والوں اور مذہب و ملت کے درد اور مسلمانوں کی ہمدردی و غیر خواہی سے خالی دل رکھنے والوں کی سرداری و امانت، قیادت و امارت آج ہم پر مصائب و آلام اور نکبت و ادوار کے پہاڑ ڈھارہی ہے۔ اور اسی وجہ سے ہم ذلت و رسوائی کے گردھوں میں گرتے اور تباہ ہوتے جا رہے ہیں۔ جب ہم "اصواء کھشدار کھ" کے مصداق بن گئے۔ تو پھر بطن الارض کا ظہر الارض سے بہتر ہونا ہمارے لئے تو یقینی ہے۔ اگر ظہر الارض پر باعزت رہنے کی ہوس ہے۔ تو اس سبب زوال کو دور کرنے کی کوشش ضروری ہے۔ یعنی ان "شرار امراء" کی امارت کو ختم کر کے قوم کو پاک کرنا چاہئے۔ اور جو خیار و ابرار ہوں ان کی تلاش کر کے قوم کی قیادت و زعامت ان کے حوالہ کرنا چاہئے۔

**اغنیاء کی حالت** | آج کل ہمارا سرمایہ دار طبقہ "اغنیاء" شرعی اصطلاح میں یقیناً بخلا اور کجوسوں کا طبقہ ہے کیونکہ ان کے اموال سے کہیں بیواؤں، مسکینوں، محتاجوں، یتیموں کی پرورش نہیں ہوتی، کسی یتیم خانہ کے یتیم و نادار بچے ان سے تربیت نہیں پاتے عربی مدارس، دینی مکاتب حافظ خانے، مذہبی کتابوں کے کتب خانے ان سے جاری نہیں۔ غیر مسلموں یا جاہل مسلمانوں میں تبلیغی کتابوں اور رسالوں کی مفت اشاعت، نئے نئے طرز اور عمدہ طریقہ سے مسائل دین کی کتابیں طبع کر کے قوم میں عام کرنے کا کام ان سے نہیں ہوتا۔ خیراتی شفا خانوں کا اجراء اور محتاج

**امراء کی حالت** | ہماری قوم کے امراء یعنی لیڈروں سرداروں اور رہنماؤں کی حالت کیا ہے۔ ہر شخص خود دیکھ کر بتا سکتا ہے۔ قومی ہمدردی مفقود ہے۔ قوم کی دینی اور دنیوی حالت بگڑتی جا رہی ہے۔ روز بروز افلاس و نکبت کے گڑھے میں پڑ رہی ہے۔ مسلمانوں کی جماعتی حیثیت خراب ہوتی جا رہی ہے۔ قوم کی کشتی گرداب میں پھنس کر ڈوب رہی ہے۔ مگر قوم کی کشتی کے یہ نا خدا ہلاکت کے اس بھنور سے نکلنے کی کوئی سعی بھی نہیں کرتے۔ خود غرضی، جاہ طلبی، اور عزت و ناموس اور شہرت و ثروت کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہیں جن لوگوں میں قوم کے "امیر" بننے کی صلاحیت تھی۔ جو واقعی قوم کے ہمدرد مسلمانوں کے سچے خیر خواہ ہیں۔ جوش رقابت میں نااہل اور نود غرض لوگوں نے انہیں مطعون کر کے میدان سے پیچھے ہٹایا۔ اور قوم کا وہی زعیم و مقتدا بنا۔ جو شرعی قوانین و ضوابط کے لحاظ سے ہرگز امارت و سیادت کا مستحق نہیں۔ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید اسی زمانہ کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی ہے۔ و ساد القبیلة فاسقمم و کان زعیم القوم اردلہم (یعنی قوم کا سردار وہی بنے گا جو کہ فاسق ہو۔ اور جو سب میں زیادہ بد خو و بد خلق ہو وہی قوم کا زعیم بنے گا) اور فرمایا۔ اذا و من الاموال غیو اہلہ فانظروا الساعة (جب نااہل کو زمام اختیار و اقتدار دی جائیگی تو اس پھر قیامت کا انتظار کرنا)۔

چس یہی نااہلوں دین سے اجنبیوں شرعی حدود و قیود سے

بے کار ہو رہے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے روز بہ روز نئی نئی مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ کوشش ہونی چاہیے کہ اغنیاء اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں۔ اپنے ذمہ قوم کے حقوق معنوی کر کے ان کی ادائیگی کا ہر وقت خیال رکھیں۔ یہ سمجھ جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مال کا مالک اس لئے نہیں بنایا کہ ہم اس سے ایسے کام لیں جن سے اللہ و رسول کی ناراضگی برپا ہو اور مسلمانوں کی مذہبی اخلاقی حالت تباہ ہوتی ہے بلکہ یہ مال اس لئے ہے کہ اس سے قوم کی کچھ خدمت کریں گے مستحقوں کو پہنچائیں گے۔ ننگوں کو کپڑے اور بھوکوں کو روٹی دیں گے۔ خود تب لقمہ توڑیں گے جب یہ تسلی کر لیں کہ پڑوس کے غریب نے بھی پیٹ بھر کر اطمینان سے کچھ کھالیا۔ اپنے بچوں کے لئے تب مٹھائی خریدیں گے کہ پہلے کسی یتیم دے لے نوا کے سر پر شفقت و مہربانی کا ہاتھ پھیر کر اس کی تن پوشی کیلئے کپڑوں اور پیٹ کے لئے روٹی کا انتظام کر لیں گے۔

افراط و تفریط اور حدود سے تجاوز ہر کام میں نامناسب و ناجائز ہے۔ اسلام نے ذاتی ملکیت کو تسلیم کر کے سرمایہ داروں پر ایسی پابندیاں عائد کر دیں جن پابندیوں کے مطابق اپنی اموال و املاک میں تصرف کر کے وہ قوم کی بھلائی بھی کر سکتے تھے۔ آرام و اطمینان کی زندگی بھی بسر کر سکتے تھے۔ اور اس پر مزید یہ کہ اللہ کی مرضی کے لئے اس خرچ کرنے پر اللہ کے فضل و کرم سے ان کو ثواب و درجات کا وعدہ بھی تھا۔ مگر ان سرکشوں نے اللہ کے دیئے ہوئے مال کو ایسا سمجھا کہ گویا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت سے ان کو نہیں ملا۔ بلکہ امتیاز و تہمت علیٰ علم عنہا ہی کہنے والے کی طرح ہر ایک نے اس کو اپنے کمال کا نتیجہ قرار دیا۔ سب کچھ صرف اپنی ہی تن پروری اور عیش و نشاط کے لئے مخصوص سمجھا۔ خداوند تعالیٰ کے قوانین و احکام سے اُس نے بغاوت کی غریبوں کا خون چوسنے لگا۔ اور مسکینوں کا مال کھانے لگا۔ تو ان کے اسی شامت اعمال نے سوشلزم کے "نادر" کی صورت اختیار کی۔ اور رد عمل کے طور پر گمراہ رہنماؤں نے گمراہ نوجوانوں کو

مریضیوں کو ادویہ کی تقسیم ان سے نہیں ہونی، زکوٰۃ ان سے یا تو بالکل اور یا پوری ادا نہیں ہوتی، صدقہ فطر کے لزوم کا ان کو زیادہ خیال نہیں رہتا۔ ان فی المال لحقا سوی الزکوٰۃ پر عمل پیرا ہونے کو تو کبھی جی نہیں چاہتا۔ جب حالت یہ ہے تو بتلائیے پھر بخل یہ نہیں تو اور کونسی چیز ہے ہمارے موجودہ سرمایہ داروں کی سخاوت ثابت کرنے کے لئے آپ یہ مثالیں نہ پیش کیجئے۔ کہ وہ تو میونسپلٹی ڈسٹرکٹ بورڈ اور کونسل کی ممبری کے الیکشن کے موقع پر خوب دل کھول کر سیم و زر کی بارش کر لیا کرتے ہیں۔ لوگوں کو کھلاتے پلاتے بھی ہیں، یا کسی "صاحب بہادر" کی خوشنودی اور تقرب کے لئے ٹی پارٹی اور گارڈن پارٹی میں لوٹوں کے بٹل خرچ کر ڈالتے ہیں۔ یا میٹر بازی، تیر بازی اور نہ معلوم کس قدر بازیوں پر بے دریغی سے مال لٹا لیا کرتے ہیں۔ رنگ پروری و باز پروری میں کس قدر فیاضی سے تھیلے کے تھیلے خالی کرتے ہیں۔ یا تھینڈروں، سینماؤں کی سیر کرانے کے لئے اپنے دوست احباب کا بھی خرچ بردار کر کے کس قدر دیر دلی دکھا دیتے ہیں۔

آپ ان باتوں کو اس لئے پیش نہ کیجئے کہ یہ سمجھ و سمجھا نہیں۔ بلکہ اسراف و تبذیر ہے۔ اللہ کا دبا ہوا مال اس کے بتلائے ہوئے طریقوں پر خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ شیطان کے حکم کی تعمیل میں مصالحہ کر کے خسار الدنیا و الآخرة کے مصداق بن رہے ہیں تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ بات بالکل کھلی ہوئی ہے ہمارے سرمایہ داروں کی روش بالکل اس طریقہ کے متضاد ہے جس پر صدر اول کے مسلمان اغنیاء گامزن ہو رہے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے نقش قدم پر اب چلنے والا کوئی نہیں رہا۔ (الا ماشاء اللہ و التعلیل کا محدود) پس اغنیاء کے اس بخل و کج خوئی اور امور خیر و صلاح میں اموال و املاک کے صرف نہ کرنے سے مسلمانوں کے تمام دینی، ملی، اور اجتماعی ادارے معطل اور



ایک دوسرے پر لگا دیا۔ سوشلزم کے بانیوں کی آواز پر ان ظالم سرمایہ داروں کے ستائے ہوئے اس بے تابی سے اُس طرف دوڑ رہے ہیں کہ وہ دوڑتے وقت پہلے یہ بھی نہیں سوچتے کہ اب ایک بلا کے منہ سے نکل کر دوسری بلا کے منہ میں جا رہے ہیں۔ اور خداوند عالم کے قوانین سے باغیوں اور منکروں کی جگہ اب تو خود خدا سے باغیوں اور منکروں کی آغوش میں جا کر دم لیتے ہیں۔ یہاں بھی خداوندی احکام پس پشت اور وہاں بھی اُن سے لاپرواہی۔ غرض ان غلط رو سرمایہ داروں کی روش نے ایک ایسی بغاوت کیلئے میدان صاف کیا۔ جو نہ صرف ان سے بغاوت ہے بلکہ وہ تو مطلق مذاہب عالم سے بیزاری ہے۔ انہوں نے بھوکوں کو اس قدر بھوکا رکھا۔ کہ آج ہر گمراہ اور لامذہب کی اس واہ پر کہ ”روٹی“ مذہب سے مقدم ہے بھوکے بے اختیار لپک کر لپک کہہ دیتے ہیں۔ کیونکہ بھوکے کے ہاں تو دو اور دو چار روٹیاں ہوتی ہیں۔ سرمایہ داری کے اس غلط نظام سے بے دینی و مادیت کو ترقی ہوتی اور روحانیت کو شکست ہوتی جا رہی ہے۔ مذہبی جوش فنا ہو رہا ہے بس روٹی اور بیٹی کا مطالبہ رہ گیا اور انسان نے اپنی تمام زندگی کا مقصد اعلیٰ بس یہی قرار دیا۔ یعنی انسان انسانیت کے مرتبہ علیا سے بہت نیچے اتر کر حیوانات و جمادات کی صف میں آکر کھڑا ہوا گا، بھینس، گھوڑے، گدھے کو بھی چارے کی ضرورت ہے اور سوشلسٹ ”انسان“ کو بھی دنیا میں صرف گیہوں یا جو کی روٹی کی طلب۔ یا اگر ”صاحب“ یا ”کامریڈ“ ہوئے تو کیک و بسکٹ کی، بس باقی ہوس۔

یہی غلط جذبہ، مادیت کا زور یا انسانی تسفل تب فنا اور ختم ہو سکتا ہے۔ کہ سرمایہ دار اپنی اس خون آشامی اور کج رفتاری میں ترمیم کریں۔ شریعت محمدیہ نے ان کے لئے جو معتدل اور نہایت ہی موزون قیود مقرر کئے ہیں جو جو مصارف متعین فرمائے ہیں اُن کے مطابق عمل پیرا ہو کر نظام کو اعتدال پر لے آئیں۔ اگر شرعی نظام کے مطابق عمل

شروع ہو گا تو پھر یقینی ہے کہ ”سوشلزم“ یا ”شوزم وغیرہ“ کوئی ”ازم“ بھی اس عجز ازم کے مقابلہ میں سر نہ اٹھائیں سیکھا پس خدا را! اے اغیاء امت! اس معنی میں غنی بننے کی کوشش کرو۔ جس کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔

ذهب اهل الدنور بالد رجاء والتعصم والمقیم اپنی طرز میں کچھ تبدیلی پیدا کرو۔ آپ کی اصلاح سے لا دینی کا یہ سیلاب رک جائے گا۔ ورنہ یہی سیلاب آپ کو بھی ڈبو دے گا۔ اور مذہب میں بھی رخنہ اندازی کی کوشش کریگا۔ اگرچہ اس کا محافظ حقیقی اُسے ہر صدمہ سے محفوظ ہی رکھتا ہے اور رکھے گا۔ اگر آپ ”سما“ شرعی معنوں میں سخی اور فیاض بنے۔ تو مسلمانوں کی یہ بگڑی حالت بہت کچھ سنور سکتی ہے۔ دینی ادارے اور دنیوی کاروبار دونوں بہت ہی اعلیٰ پیمانہ پر ترقی پذیر ہوں گے۔ موجودہ زوال و ادبار کی گھٹاؤں سے پھر مطلع صاف ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں کی وہ عظمت رفتہ پھر بھی واپس لوٹ آسکتی ہے۔ و ما ذلک علی اللہ یحییٰ۔ سہ جلد طور تو موجود ہے موی ہی نہیں۔

**خود رانی و خود سری** | آج باہمی مشاورت اور تمام امور کے متعلق مل بیٹھ کر ایک متفقہ فیصلہ کرنے کا اسلامی

شیوہ ہم نے چھوڑ ہی دیا ہے۔ جو بات بھی پیش آجائے۔ ہر کوئی خود اپنی رائے کو صحیح اور مناسب سمجھ کر اسی کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے۔ اعجاب کلی ذی رائی بدایہ کا نقشہ در پیش ہے۔ ظاہر ہے کہ رائیں مختلف ہوتی ہیں ہر ایک اپنی رائے پر چلنے کی ضد کرتا ہے۔ تو ضرور حل کرتے وقت ہر ایک دوسرے سے مختلف سمت کی طرف چلنے لگتا ہے۔ ایک ہی منزل مقصود کے لئے دونوں اٹھ کر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر ایک مشرق کو چلتا ہے۔ تو دوسرا مغرب کو تیسرا شمال کو جاتا ہے تو چوتھا جنوب کو، اور متضاد اطراف کی طرف چلنے کی وجہ سے روز بہ روز ایک دوسرے سے بچھ ہوتا جاتا ہے اور کسی طور بھی متفقہ طور سے کوئی کام نہیں کرتے۔ کہ فائز المرام و بامراد ہونے کی امید رکھی جائے۔ تمام کارکنوں میں سخت

افتراق و شقاق پہنچے۔ ہر ایک علیحدہ راگ الاپ رہا ہے۔ سر جوڑ کر باہمی افہام و تفہیم سے مشورہ کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

اور اگر کسی کو مجلس مشاورت منعقد کر کے کسی کام کے بارے میں فیصلہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ تو وہ بھی قرآن و حدیث و نصوص صحیحہ کو پس پشت ڈال کر صرف اپنے ہی ظن و تخمین سے کوئی تجویز پاس کرانے کی کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ صریح نصوص کے مقابلہ میں کسی کی رائے و تجویز کو کچھ وقعت نہیں دی جاسکتی۔ جن امور کے لئے شوریٰ کی ضرورت ہے ان کے لئے تو کوئی مشاورت کرتا ہی نہیں۔ اور جو باتیں پہلے سے فیصل ہو چکی ہیں یعنی دربار خداوندی میں وہ منظور ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمارے پاس وہ منظور شدہ تجاویز راسخ ہو چکی ہیں۔ ان امور کے بارے میں ہماری جماعتوں کو مشاورت اور کمیٹیوں کو مینگ کرنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اور ان کے بارے میں اپنے ظن و تخمین سے جو کچھ زبان پر کئے اٹھا کر دیتے ہیں اور اسی کا نام آزادی رائے، جمہوریت، حریت رکھا ہے۔ اور درحقیقت یہ خدا کی رائے کے مقابلہ میں خود رائی ہے۔ ہر حال قابل مشاورت امور میں ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ کچھ سوچ کر چل پڑنا مفید نہیں بلکہ مضر ہے۔ اس لئے چاہئے کہ ہم غی ورائی

و خود سری کو ترک کر دیں۔ اور باہمی مشاورت اور افہام و تفہیم سے سب مل جل کر ان باتوں کا متفقہ فیصلہ کیا کریں اور پھر سب متفقہ طور سے اس پر عمل پیرا ہوں۔ اور اس امور کو شوریٰ بینکم پر عمل کرنے سے ہمارے سب کاموں میں قوت پیدا ہوگی۔ عزت و سرداری نصیب ہو جائے گی۔ اور موجودہ دور ختم ہو جائے گا۔

حضرات امین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین حدیثوں کی تشریح کر کے واقعات کی روشنی میں بتلادیا۔ کہ حضور نے اسباب زوال کیا کچھ شخصیں کئے ہیں۔ اور ہم میں یہ ہیں یا نہیں۔ آپ خود بھی کہیں گے کہ یہ چیزیں تو ہم میں یقیناً موجود ہیں۔ پس چاہئے کہ کمر ہمت باندھ کر اس کے ازالہ کی کچھ کوشش کریں۔ وہ اسباب کیا ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور دوسرے غیر اقوام کے رسم و رواج اور طور و طریقے کا اتباع۔ دین اور اہل دین کی بے قدری اور تحقیر، امراء کا شرار ہونا، اغنیاء کا بخیل ہونا، خود رائی و خود سری۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا فرماوے۔ کہ اس کی مرضیات کی کوشش کریں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سنت سنہ کی پیروی کریں۔ اور ان اسباب زوال و ادبار کے دور کرنے کی ہمت ہم میں پیدا ہو۔ آمین۔

والخیر دعوانا ان الحمد لله

رب العالمین

ب

## مرزا ائیات

# مرزا قادیانی اور انبیاء علیہم السلام کی توہین

(از مولانا سید سیاح الدین حصہ ۱ کا کاخیل رکن دار التالیف و صفی دار العلوم عزیزیہ بھیرہ)

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں اور تحریروں کو دیکھ کر خیرانی ہوتی ہے۔ ان بے وقوفوں کی عقل پر جو اندھے ہو کر ایسے شخص کے پیچھے چل کر اپنے دین و دنیا کو خراب کر دیتے ہیں ایسے مجبوط الحواس، بد زبان، غیر متین شخص کو نبی مامورین اللہ مجتہد یا مسلمان تو کجا ایک شریف انسان کہنا بھی اپنی بے وقوفی اور ناتجہی کا خود اقرار کرنا اور انتہائی جہالت کا ثبوت ہے۔ اسکی

محمود احمد خلیفہ قادیان)۔

”لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ میرا یقین بڑھ جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا لفظ جو قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے“ (انوار خلافت ص ۱۸ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

اسی طرح آیت هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلمہ کا مصداق حقیقی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور مقدس دین اسلام ہے۔ مگر مرزا جی اور اس کی ذریت اس آیت قرآنی کو بھی مرزا جی کے لئے ثابت کرتے اور اس کے ساتھ مختص کرتے ہیں:-

”مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خیر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلمہ“ (اعجاز احمدی ص ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)۔

”چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ایک یہ وحی اللہ ہے هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین

کلمہ (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر... اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی اللہ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی... اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا“ (ایک غلطی کا ازالہ ہشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۱۸)

جس کتاب کو اٹھا کر مطالعہ کرو۔ کھولتے ہی نظر آپ کی پڑے گی دنیا کے کسی عظیم الشان پیغمبر ولی اللہ مقتدائے قوم یا کسی عالم کو بے نقط گالیاں دینے پر تمام انبیاء کرام کی توہین اس کی، اولیاء امت کے استخفاف و تحقیر میں اس کا اشتہاب قلم سرپٹ دوڑتا ہے۔ علمائے دین کو برا بھلا کہنے بلکہ بازار سی گالیاں دینے میں اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ حضرت خاتم النبیین سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی ہمسری بلکہ برتری کا دعویٰ بھی کرتا جاتا ہے۔ اور وہ محاسن و فضائل جو بطور خصوصیت و امتیاز کے حضور کے واسطے ثابت ہوئے ہیں وہ اپنے لئے ثابت کر کے انفرادی حیثیت سے ان پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ آج کی صحبت میں بطور نمونہ مرزا جی کی بعض کتابوں سے ایسے حوالے پیش کرتا ہوں جن میں اس نے حضور کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کیا۔ یا دوسرے انبیاء کرام کی توہین کی اور ان پر اپنی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی۔

### بشارات و آیات کا اپنے کو مصداق ٹھہرانا

”و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“  
الآیۃ میں احمد کا صحیح اور واقعی مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر مرزا خواہ مخواہ زبردستی کر کے اس کو اپنے اوپر حسان کرتا ہے:-

”اور اس نے آنے والے (مرزا) کا نام جو احمد رکھا گیا ہے۔ وہ بھی اس کے پیش ہونے کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ (ازالہ اوہام جلد ۲ ص ۲۴۵)

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بھی یہ فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد میں چنانچہ ان کے درویشوں کے نوٹوں میں چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں“ (انوار خلافت ص ۱۸ مصنفہ میاں

علی صراط مستقیم“ (حقیقۃ الہی ص ۱)  
 یہ چند مثالیں اور اسی طرح کی اور سینکڑوں مثالیں  
 تو اس بات پر دلالت کرنے والی ہیں کہ مرزا ۶ شخصیت  
 صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی ہمسری کا دعویٰ کر رہے ہیں اور  
 مرزا جی کے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب نے تو معاملہ صاف ہی  
 کر دیا۔

”اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح  
 موعود (مرزا صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے کیونکہ  
 مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہی  
 ہے۔ اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو تعویذ باللہ  
 نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے  
 کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو۔ مگر دوسری بعثت  
 میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اوتی  
 اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو“ (کلمۃ الفضل  
 مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ  
 رسالہ ریویلو آف ریلیجیئر ص ۱۴ نمبر ۳۷ ج ۱۴)  
 ”پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو چمکے نہیں  
 ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پہلو لاکھڑا کیا“  
 دکنۃ الفضل از صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی  
 مذکور ص ۱۳)

مگر مرزا جی صرف اس مساوات و ہمسری کے ادعا پر بس  
 کرنے والے کب تھے۔ بلکہ آگے ہی قدم بڑھاتے ہیں۔ اور اپنے  
 متعلق یوں وحی بیان کرتے ہیں:-

”اتانی مالہ ریوت احداً من العالمین“  
 (حقیقۃ الہی ص ۱) (خدا نے مجھے (مرزا کو) وہ چیز  
 دی جو جہان کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی۔)  
 ”لولاک لما خلقت الا فلک“ (حقیقۃ الہی ص ۱)  
 ”اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا“  
 لہ خسف القمر المنیر وان لے

اس کے علاوہ اور بھی جہاں جہاں قرآن مجید میں  
 ایسی آیتیں موجود ہیں جن میں حضور کی طرف اشارہ  
 کیا گیا ہے۔ یا آپ سے مخاطب ہے یا آپ کی کسی فضیلت  
 کا بیان ہے۔ مرزا سبے دھڑک اُن سب کو اپنے ہی لئے  
 سمجھتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو یہی بتاتا ہے۔ کہ وہ اُن سب کا  
 مصداق مجھے ہی یقین کریں۔ پس مرزا صاحب کو سچا یقین  
 کرنے والے ہر شخص کو مٹھت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم  
 اور قرآن مجید سے قطع تعلق کرنا ہی پڑے گا۔ اور ان دونوں  
 سے ادنیٰ کندہ کشی بھی کفر و ارجح کے سوا اور کچھ نہیں۔ مرزا  
 کی کتابوں میں اس قسم کی چیزیں سینکڑوں ملیں گی بطور  
 نمونہ چند حوالے پیش کرتا ہوں۔

”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین اور ہم نے  
 دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے“ (الرعبین  
 نمبر ۳ صفحہ ۳۴۔ حقیقۃ الہی ص ۱۳)

”وما ینطق عن الہوی ان ہوا لا وحی  
 یوحی“ اور یہ (مرزا) اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ  
 جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے“ (الرعبین نمبر ۳  
 صفحہ ۳۴ مصنفہ مرزا جی)

”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم  
 جمیعاً (ای مرسل من اللہ) کہہ (اے غلام)  
 اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی  
 طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں“ (البشری جلد دوم ص ۱۵)  
 مجموعہ الہامات مرزا صاحب)

”انا ارسلنا الیکم رسولاً شامدا علیکم  
 کما ارسلنا الی فرعون رسولاً“ (حقیقۃ الہی  
 صفحہ ۱۰۱)۔

”انا اعطیناک الکوشر“ (حقیقۃ الہی ص ۱)  
 ”اراد اللہ ان یتبعک مقاماً محموداً“  
 (حقیقۃ الہی ص ۱)۔

”یسر والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین



مسلمانوں کا رویہ کیا ہونا چاہئے؟

تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر اپنی فضیلت

کے دعوے

انبیاء گرجہ بودہ اندھے  
من برزناں نہ کمتر ز کسے  
آنچه دادست ہرنی راجام  
داداں جسام را مرا بہ تمام  
کم نیم زان ہمہ بروئے یقین  
ہر کہ گوید دروغ ہست یقین  
(در تثنیہ ۲۸۸ و ۲۸۹ از مرزا صاحب)

(۲) ”پس ظاہر ہے کہ جو شخص ان تمام متفرق ہدایتوں کو اپنے اندر جمع کرے گا۔ اس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائیگا اور تمام نبیوں سے افضل ہوگا“ (چشمہ یقین)

(۴) تنکد رماء السابقیین وعیننا  
الی اخرا لا یام لا تنکد سا  
(اعجاز احمدی ص ۵۵)

گذشتہ انبیاء کے چشمے گھلے ہو گئے۔ اور ہمارا  
(مرزا کا) چشمہ قیامت تک گدلا نہ ہوگا۔

(۵) ”خدا نے مجھ کو آدم بنایا۔ اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں۔ اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا ہونہ بنایا۔ اور مجھ پر اس میں یہ ہے کہ خدا نے ابتداء سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا کہ آخری زمانہ میں خاتم خلفاء ہوگا۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۶ مصنف مرزا صاحب)

(۶) ”دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحق ہوں میں یعقوب ہوں۔ میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ بن مریم ہوں میں محمد صلی اللہ

غسا القمران المشرقان اتسکد

اس کے (یعنی نبی کریم کے) لئے (صرف) چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا اب تو کیا انکار کرے گا؟  
(اعجاز احمدی ص ۱۷ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)  
مرزا جی کی اور سنئے:

”اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوج نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موافق ہو منکشف نہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باغ کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یا جورج و ما جورج کی عینیت تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دایۃ الارض کی ماہیت ہی ظاہر فرمائی ہو“ (گو یا یہ مخالف مرزا صاحب پر منکشف ہوئے) (ازالۃ الادلہ ص ۶۹ مصنف مرزا صاحب)

”تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے“ (تحفہ گو راویہ صفحہ ۶۳)

مگر مرزا جی اپنی نشانیوں اور معجزات کے متعلق کیا لکھتا ہے؟

”میری نشاندہی میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ اگر... میں فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں“ (حقیقۃ الوحی ص ۶)

”اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گذرتا“  
(اخبار البدقادیانی جولائی سنہ ۱۳۹۷ھ)

اب ان چند حوالوں کو دیکھ کر ناظرین خود انصاف کریں کہ کیا مرزا جی حضرت خاتم النبیین پر اپنی فضیلت ثابت کر کے آپ کی شان اقدس کی توہین نہیں کرتا؟ اور کیا کوئی مسلمان اپنے محبوب آقا کی اس توہین کو برداشت کر سکتا ہے؟ اور ایسے توہین کرنے والے اور اس کے متبعین کے ساتھ

اُس پیغمبر سے اپنی بُرائی اور علو درجہ کا طعنہ اور ڈالانہ دعویٰ کیا ہے۔ اور کسی طرح انبیاء کرام کی تنقیص میں کسر نہیں چھوڑی

### حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

دیکھئے مرزا جی کس قدر ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑ رہے ہیں۔

”اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہوتے مگر ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو بیکھر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں“  
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳)

### حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

جیسا کہ اوپر گزر چکا مرزا اپنے آپ پر تمام انبیاء کرام کا نام خود ہی چسپاں کرتا ہے۔ اس میں یہ بھی تو کہا تھا۔ میں یوسف ہوں اب اپنے آپ کو یوسف قرار دینے کے بعد حقیقی یوسف علیہ السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرنے کا درجہ آتا ہے۔ تو مرزا صاحب اس کے لئے بھی تیار نہیں۔ دیکھئے:-

”پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ کیوں کہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچا یا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ اور اس امت کے یوسف (مرزا صاحب) کی بریت کے لئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ کو گواہی دے دی۔ اور آؤر بھی نشان دکھلائے۔ مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔“

(براین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۷)

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

اپنے آپ کو مسیح موعود کہنے والا یہ جھوٹا مسیح حضرت

علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اس کتاب میں یہ سب نام مجھے دے لئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلال الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیار میں رسول ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے“ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴)

(۱) ”اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیت ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں منظر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں“ (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲)

(۸) ”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ میں ہوں“  
(براین احمدیہ جلد پنجم ص ۱۷)

(۹) ”زندہ شدہ نبی بہ آدمؑ ہر رسول نے نہاں یہ پیغمبر میں کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ نیز ابراہیمؑ میں پائی ہے شام منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ محتجبہ باشد“  
(اشعار مرزا صاحب منقول از الفضل قادیانی)

ما فردی ص ۱۷۹

حضرات! یہ تو چند وہ نمونے تھے جن میں مرزا نے دعویٰ طور سے اپنے آپ کو انبیاء کرام سے افضل و برتر اور ان تمام کے کمالات و محاسن کے جامع ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام پیغمبروں کا نام لے کر کہا کہ میں وہی ہوں اور ساتھ ہی ہر رسولؑ کے متعلق یہ گستاخانہ الفاظ کہ وہ میرے پیروں میں نہاں ہے۔ مگر اس دعویٰ فضیلت کے ادعا کے ساتھ ہی مرزا نے ہر نبی کا نام لے کر خصوصی طور سے بھی

عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں اکثر اپنی کتابوں میں بہت کچھ گستاخیاں کیا کرتا ہے۔ اور اپنے کو ”مسح موعود“ قرار دینے کی تمہید کے طور پر اس اور عزم پیغمبر کے متعلق بہت سے غلط خلاف واقعہ انتہامات لگاتا اور طرح طرح کی گستاخیوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے ان ہفوات و کفوہا کے چند نمونے اسی مضمون میں آکے جا کر پیش کر دیں گے یہاں چند وہ حوالے پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی نے حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنے کو برتر ثابت کرنے کا دعویٰ کس زور و شور سے کیا ہے۔

(۱) ”مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا۔ مگر میں سچ بچ کہتا ہوں۔ کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے اندر سے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے کفر خود تمہارے اندر ہے“ (چشمہ نبی ص ۱۲)

(۲) ”اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ تو پھر اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطری طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے۔ تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۳)

(۳) ”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا۔ تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۲۸)

(۴) پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے پھر تو یہ شیطان دوسرے ہے۔ کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو؟ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴)

(۵) ایک منہم کہ حسب بشارات آدم عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم (ازالہ الاحیاء ص ۱۵۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور آپ کی شان اقدس میں بدگوئی

قرآن پاک کی بہت سی آیتوں اور بے شمار حدیثوں کی بناء پر مسلمانوں کا یہ متفقہ قطعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک جلیل القدر پیغمبر ہیں اور چاہیے کہ ہر مسلمان آپ کی نبوت و صداقت کا اقرار کرے اور آپ کی سچی محبت و عزت میں سرشار رہے۔ مگر مرزا قادیانی کی زبان کے تیروں سے تو کوئی محفوظ نہیں۔ اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء کو گالیاں دینے کے ساتھ ساتھ اس نے اولیاء و انبیاء پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے۔ اور پھر خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم صدیقہ کی شان میں بہت سی ناپاک گالیاں اور بدترین

گندگیاں اپنے منہ سے اچھالی ہیں۔ جن کے سنتے ہی مومسلم کا خون کھولنے لگتا ہے اور صبر و تحمل کی طاقت نہیں رہتی۔

ناظرین کی خدمت میں عرض کرنا صرف اس غرض سے پیش کرنے میں تا کہ آپ دیکھ کر یہ اندازہ لگائیں۔ کہ کیا ایسا بدگو، بد زبان، قاذب شخص مہذب و شریف انسانوں کی صف میں بھی داخل ہونے کا اہل ہے؟ چر جائیکہ کوئی اس کو اپنا مقتدا و پیشوا بنائے۔ اور اگر کسی نبی کی شان میں اتنی گستاخی اور بدزبانی بھی کفر نہیں تو پھر کفر نام کس چیز کا ہے؟

(۱) یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان

بہنچا یا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے، (کشتی نوح حاشیہ ۱۵) (۲) متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت مرونی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے، (ضمیمہ انجام آتم ۱۵)

(۳) ”ہاں آپ کو گالیاں دینی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائزے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔“ (ضمیمہ انجام آتم)۔

(۴) ”یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی، جن پر پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپتے فرمایا ہے۔ اُن کتابوں میں اُن کا نام و نشان نہیں پایا جاتا“ (ضمیمہ انجام آتم صفحہ ۵)۔

(۵) ”بہر حال آپ علی اور علی قوی میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے گئے۔ ایک فاضل باوری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطان الہام بھی ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے“ (ضمیمہ انجام آتم ۱۵)

(۶) ”مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اس دن سبک آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں“ (ضمیمہ انجام آتم ۱۵)

(۷) ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کج رویا سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرستار کا اوستا ایک جوان کجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے۔ اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر لے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتم ۱۵)

(۸) ”کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کے صفات محمودہ میں سے ہے۔ بیچوڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفت کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔“

(مکتوبات احمدیہ جلد سوم صفحہ ۱۲)

(۹) ”افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں۔ اس کی نظیر کسی نبی میں نہیں پائی جاتی۔“ (اعجاز احمدی صفحہ ۱۲)

(۱۰) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل دیکھ کے اس پر بددعا کی۔ اور دوسروں کو کرنا سکھایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا

کہ تم کسی کو احق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بدزبانی بڑھ گئی کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام منک کہدیا“ (چشمہ رمسی) (۱۱) ”ہائے کس کے سامنے یہ ماتم کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔ اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقیدہ کو حل کر دے۔“ (اعجاز احمدی)

تاریخ اسلام



## خاکساریات

## مسٹر مشرقی کی ہائی اور خاکساروں کی خوشنہالیاں

(۲)  
(از قاسمی عفا اللہ عنہ)

کے سوا کچھ اور ہو سکتا ہے؟ (چند سطروں کے بعد)  
کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سپاہیانہ زندگی کا  
چھوڑ دینا دین اسلام کو چھوڑ دینے کے مترادف ہے  
”اسلام کی عسکری زندگی“ صلا۔

(۲) ”الغرض قرآن کو اوّل سے آخر تک بختم خود  
دیکھو گے اور کسی مولوی ملا سے نہ پوچھو گے کہ اسلام  
کیا ہے تو تم کو صاف نظر آجائے گا کہ اسلام صرف اور  
صرف سپاہیانہ زندگی کا دوسرا نام ہے۔“

”اسلام کی عسکری زندگی“ صلا۔

(۳) ”دین اسلام کی صحیح سے صحیح تعریف اگر آج چند  
الفاظ کے اندر ہو سکتی ہے تو یہ کہ اسلام سپاہیانہ زندگی  
کا دوسرا نام ہے۔ دین اسلام کے تمام شعائر اس کے  
تمام نمک، مسلمان کی موت، مسلمان کی حیات، الغرض  
تمام و کمال دین خدا اسی سپاہیانہ اور لہجی زندگی کو  
مکمل کرتا ہے۔“

(الاصلاح مؤرخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء ص ۷۷ کالم ۷)

عبارات منقولہ بالا کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں  
ہیں ان سے صاف طور پر ثابت ہے کہ (۱) اسلام صرف سپاہیانہ  
زندگی کا نام ہے (۲) سپاہیانہ زندگی عمر کے کسی خاص حصہ  
کے لئے مخصوص نہیں بلکہ اس کو ساری عمر نباہنا مسلمان  
ہونے کے لئے ضروری ہے (۳) اصل مقصد سپاہیانہ زندگی  
ہے۔ باقی نماز وغیرہ شعائر دین اس مقصد کے وسائل ہیں۔

گذشتہ اشاعت میں بتایا جا چکا ہے کہ مسٹر مشرقی  
کی رہائی ابھی کے اس اقرار و اعلان کے بعد عمل میں آئی ہے  
کہ خاکسار جنگ کے اختتام تک (۱) سپاہیانہ قواعد نہیں کہیں گے  
(۲) نہ بیلچے وغیرہ ہتھیار کندھوں پر اٹھائیں گے (۳) خدمتِ خلق  
بھی جماعتی طور پر نہیں کریں گے (۴) نہ وردیاں پہنیں گے  
(۵) نہ خاکساری نشان ”افوت“ لگائیں گے اور اس کے  
ساتھ یہ بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ مشرقی صاحب کے نزدیک  
”بھی چیزیں“ پورا اور مکمل اسلام“ ہیں۔ گویا جنگ کے اختتام  
تک مشرقی صاحب کا پورا اسلام ”رخصت ہو گیا اور اب  
ان کے پاس بھی ”مولویانہ نماز“ کے سوا جسے وہ ”بد معاشی“  
قرار دیا کرتے تھے کچھ نہیں رہا۔ مذکورہ بالا چیزوں ہی کے  
”مکمل اسلام“ ہونے کے ثبوت میں مشرقی صاحب کے  
”جملی ارشادات“ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے!

”سپاہیانہ زندگی کو چھوڑنا اسلام کو چھوڑنے کا

مترادف ہے۔“

مشرقی صاحب لکھتے ہیں:-

(۱) جب قرآن کے اندر صاف لکھا ہے کہ جنت اسی  
صورت میں مل سکتا ہے کہ میدان جنگ میں جاؤں  
دو اور بہتر تم اس بد بخت کے لئے ہے جو میدان جنگ  
میں جانے سے انکار کرتا رہا تو کیا پھر مذہب اسلام  
سپاہیانہ زندگی اختیار کرنے اور اس کو تمام عمر نباہنا ہے

پس مشرقی صاحب اور ان کے اعوان و انصار بنڈیں کہ اب تمہاری پوزیشن ہے کیا؟ کیا تمہارا سپاہیانہ قواعد کو گورنمنٹ کے احکام کے ماتحت جنگ کے اختتام تک ترک کر دینا یہ معنی نہیں رکھتا کہ تم سب کے سب کم از کم اختتام جنگ تک کافر ہو گے؟ اور اگر تم میں سے کوئی اسی حالت میں مر گیا تو اس کا خاتمہ کفر پر ہو گا؟ اصل مقصد (سپاہیانہ زندگی) کو طلاق دیدینے کے بعد اب نماز اور روزہ کے نام سے تم مسلمانوں کو دھوکا دینے کے قابل نہیں رہے کیونکہ یہ چیزیں تو مشرقی صاحب کے نزدیک زوائد ہیں۔ جب اصل مقصد ہی فوت ہو گیا تو زوائد کی اہمیت و ضرورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے؟ بالخصوص ایسی حالت میں کہ مشرقی صاحب علماء اسلام کو مطعون کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ:-

**علماء اسلام پر مشرقی کا طعن** | ”مولوی اب تمام قرآن کو اُمت سے چھپا کر اور صرف پنج ارکان اسلام کا گیت گاکر باقی تمام دنیا کو خوش رکھنا چاہتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور کلمہ شہادت کے آسان عمل ایسے ہیں کہ ان سے ہندو، مسلمان، پارسی، عیسائی، انگریز، سب خوش رہیں گے لیکن قرآن کو پھر کھولا گیا تو سب ناراض ہو جائیں گے۔ حکومت کی تلوار گردن پر ہر دم لٹکتی رہے گی تو جیلخانہ کی ہوا کھانی پڑے گی۔ پلاؤ اور مرغ کی جگہ سوکھی روٹیاں، چکی کی مصیبت اور مٹی میں ملی ہوئی دال ملے گی۔ اس لئے مولوی نماز کی ایک کروڑ فضیلتیں بیان کرے گا لیکن جہاد کا لفظ زبان پر نہ لائیگا۔“ (الاصلاح مؤرخہ، ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء ص ۷۷)

علماء کے صبر کی کرامت | اب انصاف سے بتایا جائے

کہ ان تمام تر مطاعن کا صحیح مصداق کون ہے؟ خود مشرقی اور اس کے اڈناب یا علماء اسلام؟ جیلخانہ کی ہوا سے کون ڈرا؟ حکومت کی تلوار نے کس کو ”پورا اسلام“ ترک کرنے پر مجبور کیا؟ آج جہاد کا لفظ کس کی زبان پر نہیں آتا؟ ”پورے قرآن“ کو اُمت سے چھپا کر اور ہندو پارسی، عیسائی، انگریز کو خوش رکھنے کے لئے نماز روزہ ایسے ”آسان عمل“ کا گیت آج کون گارہا ہے؟ مشرقی صاحب اور ان کے متبعین اگر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں گے تو انہیں محسوس ہو گا کہ یہ تمام الزامات خود انہیں پر صحیح معنوں میں چسپاں ہوتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ نہیں تو کیا ہے کہ اس نے ان تمام معائب و مشالب کا جو مشرقی صاحب اور ان کے پیرو علماء اسلام کے لئے ثابت کیا کرتے تھے ایک ایک کر کے ان سب کا مصداق خود انہیں کو ثابت کر دکھایا ہے

پہوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد  
میلش اندر طعنہ پا کاں برد

”بیلچے کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں“

سپاہیانہ زندگی کے تیز ناک نگاہ کے بعد اب غریب بیلچہ کی حالت پر نظر ڈالئے تو معلوم ہو گا کہ یہ کیا سے کیا ہو گیا؟ ایک وقت تھا کہ مشرقی صاحب نے اس کو ”سنت“ ثابت کرنے کے لئے کتب حدیث و تفسیر تک میں تحریفیں کر ڈالی تھیں۔ اس کو مسلمانوں کا مقدس مذہبی نشان قرار دیا اور اس کی عظمت و اہمیت جتانے کے لئے یہاں تک لکھ مارا تھا کہ:-

”ہاں تمہارے آسان اسلام کے پیشوا بے دھڑک

عہ ”پورا اسلام“ تو انگریز کی نذر ہو گیا۔ اب غریب مشرقی نے ”مولویانہ نماز“ کا چہرہ اُتارنا شروع کر دیا ہے۔ پروگرام صرف یہ رہ گیا ہے کہ جمعہ یا مغرب کے وقت چند خاکسار مل کر کسی مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ یہی نماز مولوی پڑھتے تھے تو تم اس کو بدعاشی قرار دیتے تھے اب تم کو کیا خطاب دیا جائے؟ (قاسمی)

(۲) سپاہیانہ قواعد اور بیلچہ پر پابندیاں عسکری تنظیم کی موت کے احکام“ (۳) خاکسار تحریک کا قتل عام“ ان عنوانات کے ماتحت جو کچھ لکھا گیا تھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم مر جائیں گے اور مار دیں گے۔ لیکن ان پابندیوں کو ہرگز گوارا نہیں کریں گے۔ لیکن ہوا کیا؟ یہ کہ سینکڑوں خاکساروں کو مروانے اور قوم کا لاکھوں روپیہ کا نقصان کرانے کے بعد آپ اعلان کرتے ہیں کہ:-

”خاکسار جب تک لڑائی جاری ہے سپاہیانہ قواعد نہیں کریں گے۔ بیلچہ نہیں اٹھائیں گے۔ وردی نہیں پہنیں گے۔ اخوت کا خاکساری نشان نہیں لگائیں گے۔ حکام کو خاکساروں کے متعلق ادنیٰ تشویش نہ رہے وغیرہ وغیرہ۔ (ملخص از روزنامہ احسان ۳۰ دسمبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۲)

گویا مشرقی صاحب نے خاکسار تحریک کی موت پر خود ہی مہر لگا دی اور اُسے اپنے ہی ہاتھوں سے واصل بہتیم کر دیا۔ کس قیمت پر؟ یہ نہ پوچھئے صرف اس قیمت پر کہ انہیں مدراس کے حدود سے نکل کر پنجاب میں آنے کی اجازت مرحمت ہو گئی اور انہیں اور ان کے متبعین کو برائے نام ”خاکسار“ کہلانے کی اجازت عطا ہو گئی۔ گورنمنٹ کے ان ”خسروانہ الطاف“ پر مشرقی صاحب ہیں کہ چھوٹے نہیں سماتے اور بھرے جلسوں میں گورنمنٹ کی ”بندہ نوازی“ کا شکریہ ادا کر کے ان کی زبان خشک ہو ہو جاتی ہے اور بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ:-

”آج ۸ جنوری ۱۹۴۳ء کا دن ہندوستان کی پچھلی دو سو برس کی سیاہ تاریخ میں سچ مچ ایک سنہری دن ہے پچھلے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء کی صبح کو جبکہ تحریک پر سے پابندیاں اٹھنے کا اعلان حکومت ہند کی

اور بے سند کہتے چلے آئے ہیں کہ دارطی کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہم اس سے ہزار گنا زیادہ قوت اور قرآنی سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ توپ اور تلوار کے بغیر کوئی مسلمان، مسلمان نہیں، نہیں بلکہ آج بیلچے کے بغیر کوئی مسلمان، مسلمان نہیں۔“ (قول فیصل بصورت اخبار الاصلاح مؤرخہ ۱۵ نومبر ۱۳۵۷ھ ص ۱۷۱)

لیکن اب اسی ”مقدس“ بیلچے سے خود مشرقی صاحب کی بے وفائی دیکھئے کہ آپ نے ”قرآنی سند“ کو بھی بالکلاقی رکھ کر محض انگریز کے حکم کی تعمیل میں جنگ کے اختتام تک توپ اور تلوار کا تو ذکر ہی کیا ہے غریب بیلچہ کو بھی اٹھانے سے توبہ کر لی۔ اور یوں اپنے کفر پر اپنے ہی ہاتھوں مہر تصدیق ثبت کر دی۔

**سپاہیانہ قواعد اور بیلچہ پر پابندیاں عسکری تنظیم کی موت ہے**

فوری شکہ میں جب حکومت نے تمام جماعتوں کے ساتھ خاکساروں پر بھی پابندیاں عائد کیں جن کے رو سے فوجی نوعیت کی ڈرل اور ہتھیاروں کو لے کر چلنا ممنوع قرار دیا گیا تھا تو مشرقی صاحب نے ان پابندیوں کو قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ بلکہ اشتغال انگیز آرٹیکل لکھے تھے ۱۵ مارچ ۱۹۴۰ء کے الاصلاح میں آپ نے حد درجہ کا پرہوش اور خاکساروں کو قتل قتال پر آمادہ کرنا ایک طویل مضمون لکھا تھا جس کے نتیجہ کے طور پر ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں ہولناک خونریزی ہوئی۔ اس مضمون میں حکومت کی عائد کردہ پابندیوں کے خلاف اظہار غیظ و غضب کرتے ہوئے مشرقی صاحب نے لکھا تھا کہ یہ پابندیاں خاکسار تحریک کے لئے موت کا حکم رکھتی ہیں۔ صفحہ ۱۰ کی چند مٹریاں ملاحظہ ہوں (۱) ”خاکسار تحریک کی موت کا پہلا گجل“

عہ یہ بھی مشرقی صاحب کا علماء اسلام پر افترا ہے آج تک میں نے کسی عالم دین سے یہ نہیں سنا نہ اس مضمون کی کوئی تحریر دیکھی کہ کوئی شمنس محض دارطی منڈالنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ البتہ دارطی منڈالنے والے کو علماء اسلام تارک شنت اور گنہگار کہتے ہیں۔ اس پر کوئی اعتراض ہو تو فرمائیے! (قاسمی)

عطا ہوا ہے۔ حکومت نے نہایت حوصلے اور بڑی مردانگی سے پابندیاں اٹھادیں۔ دوسو برس کی سیاہ تاریخ میں یہ سنہرا دن ہے اس لئے اے خاکسار جا بجا جلسے کر کے حکومت کی اس نوازش کا شکریہ ادا کرو۔

یہ انگریزی حکومت کی تعریف ہے یا مذمت؟ اس سے مجھے بحث نہیں مجھے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ جو شخص بزدلی، مکاری، فریب، جھوٹ، اور بے ایمانی کی اس قدر منزلیں طے کر چکا ہو کیا وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ اس پر ذرا بھی اعتماد کیا جائے چہ جائیکہ مسلمانوں کی قسمت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دیدی جائے؟ لَا وَاللّٰہِ

اِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيلًا قَدِيمًا  
سَيَفْقِدُ يَمِيمَ طَرِيقَ الْهَالِكِينَ

(باقی آئندہ)

طرف سے ہوا ہندوستان کو مذہبی معاشرتی ذہنی بلکہ سیاسی آزادی کا چارٹر انگریزی حکومت کی طرف سے ملا (احسان ۱۱ جنوری ۱۹۳۳ء) پھر اسی تقریر میں خاکساروں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ:-

”حکومت ہند بلکہ تمام پراڈشل حکومتوں کا شکریہ ادا کرو کہ انہوں نے نہایت حوصلے اور بڑی مردانگی سے نیکی (یعنی خاکسار تحریک) کو مطابق قانون قرار دیا“ (اخبار مذکور ص ۱)

جنگ کے اختتام تک پہلے ختم، سپاہیانہ قواعد ختم، وردی ختم، نشانِ اخوت ختم، جماعتی طور پر خدمتِ خلق بھی ختم، خاکسار تحریک کی زندگی ختم، مشرقی صاحبِ کاپورا اسلام ختم، غرض سب کچھ ختم ہو جانے کے باوجود مشرقی صاحب فرماتے ہیں کہ انگریزی حکومت کی طرف سے یہ مذہبی، معاشرتی، ذہنی بلکہ سیاسی آزادی کا پہلا چارٹر

(بقیہ صفحہ ۲۰)

(۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک شخص نے جان کامرید بھی تھا اعتراض کیا کہ آپ ایک فاحشہ عورت عطر کیوں ملوایا۔ انہوں نے کہا کہ دیکھ تو پانی سے میرے پاؤں دھو رہا ہے اور یہ آنسوؤں سے“ (اخبار البدن ۳۴ مئی ۱۹۱۷ء)

اس کے علاوہ مرزا نے ازالۃ الما دام اور حقیقۃ الوحی اور وافع البلاء صفحہ ۱۳-۲۰-۲۱ اور حاشیہ ضمیمہ انجام اکتم صفحہ ۸ و ۹ میں اس جلیل القدر پیغمبر کی شان میں بہت توہین آمیز کلمات استعمال کئے ہیں۔ اور بڑی بدتمیزی سے ان کے ناموس پر ناپاک و شرمناک حملہ کیا ہے۔ اگرچہ مرزا کی امت اپنے گرو کے ان خرافات کی یہ تاویل کرنے لگ جاتی ہے کہ یہ سب کچھ پادریوں کے مقابلہ میں کہا گیا ہے۔ اور مقصود پادریوں سے انتقام لینا ہے۔ مگر ناظرین خود انصاف سے کام لیں کہ ایک اولوالعزم اور برگزیدہ پیغمبر کی توہین کے لئے آمادہ ہونا کہاں جائز ہو سکتا ہے اگرچہ وہ کسی

مخالفت کے مقابلہ کے طور پر کہیں نہوا یہ کفر ہے۔ اور انتقام کی نیت سے کفر کہنا اسلام نہیں بن سکتا۔ اور نیز خود مرزا ایسے شخص کو جاہل ہی قرار دیتا ہے۔

”بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں“ (اشتہار مرزا ۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء مندرجہ رسالہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۷)

”اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہئے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے“ (اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مودعہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ۱۹۰۷ء) - (باقی آئندہ)



# مسلم لیگ، غلبہ اسلام اور مشرقی

## مدیر مسلم لیگ "لاہور کی غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ"

مشرعنایت اللہ مشرقی نے ربائی کے بن شاہی مسجد لاہور میں جو محمدانہ تقریر کی "اوم" کا جھنڈا لہرایا اور غیر مسلموں کو منبر پر رسول پر کھڑا کر کے ان سے تقریریں کرائیں اس نے خود مشرقی کے ہمدردوں اور خاکسار تحریک کے بھی خواہوں میں بھی اچھے اثرات نہیں پیدا کئے بلکہ اب اس طبقہ میں بھی مشرقی کی قلابازیوں پر غور کیا جانے لگا ہے۔ اس سلسلہ میں روزنامہ "انقلاب" کے مدیر "انکار" کا ایک مضمون ناظرین "شمس الاسلام" کی گذشتہ اشاعت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ذیل میں پروفیسر ملک محمد عنایت اللہ صاحب مدیر اخبار "مسلم لیگ" لاہور کے مقالہ کا ضروری حصہ نقل کیا جا رہا ہے۔

ملک صاحب موصوف مشرقی کی روش پر نکتہ چینی کرنے کے باوجود ان سے پُر امید نظر آتے ہیں۔ حالانکہ مشرقی ایسے ضدی اور مغرور و خود غرض و کٹیڑ سے کسی بھلائی اور بہتری کی توقع رکھنا خطرناک غلطی ہے۔ جی چاہتا تھا کہ ملک صاحب کے اس مقالہ کی ہر سطر پر نوٹ لکھ کر ان کی تمام غلط فہمیوں کو دور کر دیں لیکن اختصار کے پیش نظر صرف چند نوٹ لکھنے پر کفایت کرتا ہوں۔ ملک صاحب موصوف اور اس طبقہ کے دوسرے افراد کو غلط امیدوں کے بھنور سے نکل کر اس یقین کو اپنے دل میں جگہ دینی چاہئے کہ مشرقی اور ان کی تحریک جسم اسلامی کے لئے ایک خطرناک ناسور ہے جو رواداری کے مزہم سے ہرگز اچھا نہیں ہو سکتا اس کو جسم اسلامی سے کاٹ کر الگ پھینک دینے ہی میں سلامتی ہے۔

(قتاسی عفا اللہ عنہ)

مجالس اے مسلم لیگ اور کارکنان مسلم لیگ نے جو جدوجہد کی وہ علامہ صاحب مذکور سے نہاں نہیں۔ یہاں تک کہ مرکزی اسمبلی کے گذشتہ اجلاس میں مسلم لیگ پارٹی نے ان کی ربائی کی تجویز نہ صرف پیش کی بلکہ اسے منظور کر کے حکومت کو علامہ صاحب اور خاکسار تحریک کی آزادی کے لئے مجبور کر دیا ہے تو یہ ہے کہ علامہ صاحب اور ان کی تحریک کے سلسلہ میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جو کچھ موادہ ہماری تاریخ سیاسیات میں ایک ناقابل فراموش باب ہے۔ کارکنان مسلم لیگ کو بجا طور پر توقع تھی کہ علامہ صاحب اپنی ربائی اور آزادی کے بعد اپنے آپ کو آل انڈیا مسلم لیگ جو ہندوستان میں اس وقت ملت اسلامیہ

ہم علامہ عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکساراں کی خدمت میں ان کی ربائی پر مصمم قلب سے بدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔ اس تین سال کے عرصہ میں جو گونا گونہ مصائب ان کی ذات پر گراہی اور جمعیت خاکساراں کو پہنچے ان سے واقعی ہندوستان کے تمام مسلمان بے چین تھے۔ اور ملت اسلامیہ کا ہر فرد ان کی ربائی اور خاکسار تحریک کی آزادی کا سچے دل سے خواہاں تھا۔

اس تین سال کے عرصہ میں ان کی ربائی اور آزادی کے آل انڈیا مسلم لیگ اور اس کے قائد اعظم اور دیگر ماتحت

خاکساروں کو بلاشبہ مصائب پیش آئے وہ بھی مشرقی کی غلط پیروی کے مدد سے ہیں۔ لیکن خود مشرقی صاحب کو تو پھلوں کا رس پینے کے سوا بظاہر کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جسے محمد اور خاکسار تحریک جیسی بے سود بلکہ گمراہ کن تحریک کی حمایت کر کے کوئی قابل فخر کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ انتہائی اگلائی اس کو موجودہ اور آئندہ نسلیں فراموش ہی کر دیں تو اچھا ہے۔

## تبلیغی کتابیں

**کشف التلبیس** مصنفہ مولانا سید ولایت حسین صاحب دیوری۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ "نور ایمان" کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ رؤسا کی طرف سے سینوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے جہذب پیرایہ میں تبلیغ روا اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۴۴ حصہ دوم ۶۶ حصہ سوم ۴۴ مہر مہر طلب کرنے پر ۱۲۴ محصول ڈاک علاوہ۔

**برق آسمانی** جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اسکے سوانح و عقائد عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ ان کے خلیفہ نور الدین و مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے رعایتی قیمت ۴۴

جریدہ شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف **صور اسرافیل** جو اگست ۱۹۱۱ء میں شائع ہو کر خراج خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے حق میں کہیں سخت الفاظ استعمال نہیں کئے گئے مختلف ذرائع گونا گوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مقرر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ مدح صحابہ و تبرائے قرآن مجید احادیث نبوی کریم احوال ائمہ سادات صوفیائے کرام کے ارشادات اور عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جرائم اور اکابر ملک کے

افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سبزودہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تیز باازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ حجم ۳۲ صفحہ قیمت ۴۴ محصول ڈاک ۴۴

**تاریخ نقشبندیہ** مولفہ مولانا حکیم حافظ عبد الرسول صاحب بکھری اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف ۴۴ علاوہ محصول ڈاک۔

**اجتناب الخفیہ** اس رسالہ میں صد علماء اسلام میں دلائل و نحو و براہین قاطعہ سے فرقہ روافض و مرزائیہ کا ارتداد اور رافضی و میرزائی سے سنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴۴

**تحفہ میرزائیہ** یعنی جریدہ شمس الاسلام کے ستمبر ۱۹۱۱ء کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت ۴۴

**حقیقت شیعہ** مولفہ قطبی شاہ صاحب مذہب شیعہ کے سربراہوں کا انکشاف فی سینکڑہ پانچ سو پچھ فی نسخہ ۴۴

**ہدایا القرآن** عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا تبلیغی رد۔ نیز اس رسالہ کے ذریعہ مرزائیوں کے

مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی نسخہ ۴۴

**کتاب تحقیق المرام فی منع القراءة خلف الامام**

تصنیف لطیف حضرت مولانا مفتی پرغلام رسول صاحب قاسمی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس میں حضرت مصنف مرحوم نے خفیہ مذہب کی تائید کرتے ہوئے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے پر قوی دلائل پیش کئے ہیں قیمت ۴۴

ملنے کا پتہ: پیچہ جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)



فتاویٰ کا مجموعہ قیمت فی نسخہ ۱۰ روپیہ سینکڑہ صرف دور روپے  
محصول بذمہ خریدار۔

**خاکساری فتنہ** خاکساری لعنت کے خلاف یہ پہلی

علماء کرام کو بیدار کیا جس کو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان  
مشرقی محمدی دستوروں سے محفوظ ہوا۔ اور جس کو دیکھ کر خاکساروں  
کی تعداد کثیر نے خاکساریت سے توبہ کر لی۔ اس کتاب کی تصویب

عامہ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ تین سال کے عرصہ  
میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر انہوں نے متحد

بکلی گئی یہ پانچواں ایڈیشن ہے جس کے ۹۲ صفحات ہیں  
از مولانا پیر نادہ محمد بہاء الحق صاحب قاسمی قیمت فی نسخہ ۳

**کشف الغطاء** شیعوں نے ایک رسالہ شائع کیا تھا جس  
میں بزرگ خود سو آیات قرآنیہ سے

ارسال یدین فی الصلوٰۃ پر استدلال کیا ہے مولانا سید  
غلام حسن شاہ صاحب پرکاروی نے کشف الغطاء کے نام سے

اس کا نہایت عمدہ روایت فرمایا ہے جس میں قرآن و حدیث  
اور کتب مذہب شیعہ سے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت

دینے کے علاوہ شیعوں کے پیش کردہ دلائل کا جواب دیا ہے  
اس کے علاوہ شیعوں کے دوسرے مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے

فی نسخہ ۲۔  
**المشرقی علی المشرقی** مشرقی عقائد اور اس کی تحریک

آزاد اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ  
اور اہل مسلم حضرات کے تبصروں، بیانات اور فتاویٰ

مقتدر رجالہ کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مرقی  
وترکی اخبارات کی رائے کا قابل دید مجموعہ۔ قیمت

فی نسخہ ۳۔  
ملنے کا پتہ :-

از تصنیف پیر نادہ  
مولانا محمد بہاء الحق

صاحب قاسمی امت سہری قیمت ۱۰  
مطلوبہ قوم تصنیف مولوی محمد بخش صاحب لم بی۔ اسے

اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی  
مساوات و اسلامی تعلیمات کو موثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں

کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ قیمت ۵۔  
**اسلامی جہاد** راولپنڈی میں فوج محمدی کے عظیم الشان کیمپ

سے آٹھ ممبر الصوت پر خطاب جس میں اسلامی جہاد کی حقیقت اور  
فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے اور عہد حاضر

کی بعض طوائف عسکری تنظیموں پر بے لاگ تبصرہ کیا گیا ہے  
از مولانا ظہور احمد صاحب بگوی امیر مجلس مرکزی حزب الانصار

بھیرہ قیمت ۲۔  
**خاکساری مذہب** ضلع میانوالی کی اسلامی جماعتوں کے

نمائندہ اجتماع کے موقع پر بمقام میانوالی  
علماء کرام کی طرف سے خاکساری مذہب پر حقیقت افزہ تبصرہ جو بصورت

ٹریکٹ شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا از مولانا ظہور احمد  
صاحب بگوی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ قیمت ۲۔

**مشرقی فتنہ** ملحق پنجاب غایت اللہ مشرقی کے کفر پر درخشاں  
پیرا جواب تنقید از قلم جناب سید ابوالاعلیٰ

صاحب بودودی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ ۱۰ روپیہ  
سینکڑہ صرف دور روپے علاوہ محصول ڈاک۔

**ضرب کی بذر خباکساری** ملحق پنجاب غایت اللہ  
مشرقی کے عقائد

اور اس کی تحریک خاکساری کے متعلق علماء مصر و بیت المقدس  
و ترکی و مکہ معظمہ کے حنفی شافعی مالکی اور حنبلی علماء کرام کے

بینجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)